لکھنؤ سے شائع ہونے والا اردو روزنامہ

لوہیا نامہ

URDU DAILY **LOHIA NAMA** LUCKNOW

R.N.I. No.: UPURD 2013 48815 Vol. No. 13, Issue No. 49 Tuesday 03 June, 2025 Price: 1 - Pages:4 | Morning Edition | جلد نمبر(۱۳) شمارہ نمبر(۴۹) ۳ر جون ۲۰۲۵ء بروز منگل قیمت: ایک روپیہ (صفحات:۴)

شمال مشرقی ریاستوں میں بارش وسیلاب سے بڑے پیمانے پر تباہی

34 لوگوں کی موت، کئی علاقے زیرآب، ہزاروں لوگ پھنسے، سکم میں ملٹری کیمپ پر لینڈ سلائڈ، 3 جوانوں کی موت، 6 لاپتہ، 132 سال قدیم ریکارڈ ٹوٹا

نئی دہلی (ایجنسی): شمال مشرقی ریاستوں میں سیلاب اور بارش کا قہر جاری ہے۔ آسام، منی پور، تریپورہ، سکم، اروناچل پردیش اور دیگر ریاستوں میں صرف 3 دنوں میں ہی سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ کی وجہ سے کم از کم 34 لوگوں کی موت ہوچکی ہے۔ آسام میں بارش کا 132 سالوں کا ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے۔ سیلاب متاثرہ علاقوں میں امداد اور بچاؤ کے لیے ایئر فورس اور آسام رائفلز کو بلایا گیا ہے۔ آیئے ذیل میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ شمال مشرق میں سیلاب، بارش اور لینڈ سلائیڈنگ کی اصل وجہ کیا ہے؟ شمال مشرقی ریاستوں میں موسلا دھار بارش کوئی عام بات نہیں ہے۔ یہاں کی آب و ہوا ایسی ہے کہ مانسونی بارش خوب ہوتی رہتی ہے۔ حالانکہ اب شدید بارش کی وجہ سے سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ نے تباہی مچا رکھی ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ہے ماحولیاتی تبدیلی، بڑے پیمانے پر جنگلوں کی کٹائی اور غیر قانونی کان کنی۔ یہی وجہ ہے کہ ماحولیاتی تبدیلی کی وجہ سے بارش کے پیٹرن میں بھی بڑی تبدیلی آئی ہے۔ مانسون کے سیزن میں ان علاقوں میں کافی کم وقت میں ہی شدید بارش ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے نہ صرف انسانوں کا بنایا ہوا آبی نکاسی نظام درہم برہم ہوجاتا ہے بلکہ قدرتی آبی نکاسی نظام بھی تباہ ہوجاتا ہے۔ سکم میں اتوار شام 7 بجے ایک ملٹری کیمپ شدید بارش کے بعد لینڈ سلائڈ کی زد میں آگیا۔ اس میں تین جوانوں کی موت ہوگئی، جن کی لاش برآمد ہوئی ہے۔ چار لوگوں کو ملبے سے زندہ نکالا گیا ہے۔ انہیں معمولی چوٹ آئی ہے۔ چھ جوان ابھی بھی لاپتہ ہیں۔ سرچ آپریشن جاری ہے۔ فوج نے سوموار کو واقعہ کی جانکاری دی اور بتایا کہ جن جوانوں کی لاش ملی ہے، ان کی شناخت حوالدار لکھندر سنگھ، لانس نائک منیش ٹھاکر اور پورٹر ابھیشیک لکھاڑا کے طور پر ہوئی ہے۔ دوسری طرف سکم کے لاچین اور لاچنگ میں 30 مئی سے پھنسے ایک ہزار سے زیادہ سیاحوں کو بھی آج ریسکیو کیا گیا۔ سکم سمیت وسط مشرقی ریاستوں میں گزشتہ 4 دنوں سے شدید بارش ہورہی ہے۔ بارش کی وجہ سے سیلاب اور لینڈ سلائڈ کے واقعات میں اب تک 37 لوگوں کی جان گئی ہے۔ اس سے آسام میں 10، اروناچل پردیش میں 9، میزورم میں 5 اور میگھالیہ میں 6 اموات شامل ہیں۔ سکم میں اکتوبر 2023 کو بادل پھٹنے کے بعد تیستا ندی میں اچانک سیلاب آنے سے 18 لوگوں کی ہوگئی تھی۔ کم سے کم 98 لوگ لاپتہ ہوگئے تھے، جس میں فوج کے 22 جوان شامل تھے۔ ان کا کچھ پتہ نہیں چل پایا تھا۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹراپیکل میٹرولوجی (آئی آئی ٹی ایم) کی ایک رپورٹ کے مطابق سال 2000 سے 2020 تک آسام، میگھالیہ اور اروناچل پردیش میں 100 ملی میٹر روزانہ سے زیادہ بارش کے معاملوں میں 33 فیصد تک اضافہ ہوچکا ہے۔ بارش میں ایسی بے قاعدگی پورے خطے کی ساخت کے لیے خطرناک ہے، کیونکہ ان علاقوں کی قدرتی ساخت ویسے ہی کافی نازک ہیں۔ جون 2023 میں تو حد ہی ہوگئی جب آسام کے ہافلونگ میں صرف 48 گھنٹوں کے دوران 650 ملی میٹر بارش ہوگئی تھی۔ ایسے ہی مئی 2024 میں میگھالیہ میں 370 ملی میٹر بارش ہوئی تھی۔ رواں سال شمال مشرق میں زیادہ بارش کا پیٹرن دیکھنے کو مل رہا ہے۔ جون کے پہلے ہی دن سلچر میں صرف 24 گھنٹے میں 415.8 ملی میٹر بارش ہوگئی۔ اس نے ایک دن میں 132 سالہ پرانا ریکارڈ توڑ دیا۔ 1893 میں وہاں ایک دن میں 290.3 ملی میٹر بارش ہوئی تھی۔ ایسے ہی میگھالیہ میں 28 مئی سے 1 جون 2025 تک کئی اضلاع میں شدید بارش ہوئی ہے۔ ان میں سُہرا (چیراپنجی) اور ماوسینرام میں 796 ملی میٹر اور 774.5 ملی میٹر بارش درج کی گئی۔ موسلا دھار بارش کی وجہ سے شمالی سکم میں 1200 سے زائد سیاح پھنس گئے ہیں۔ انہیں یکم جون کو اس لیے نہیں نکالا جاسکا کہ لینڈ سلائیڈنگ دوبارہ شروع ہوگیا تھا۔ تیستا ندی میں گاڑی گرنے کے بعد 29 مئی سے 8 سیاح لاپتہ ہیں۔ میگھالیہ کے 10 اضلاع سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ کے شکار ہیں۔ تریپورہ میں 10 ہزار سے زائد لوگ سیلاب سے متاثر ہیں۔ آسام کے 19 اضلاع میں 764 گاؤں کے 3.6 لاکھ لوگ سیلاب کی چپیٹ میں ہیں۔ یہاں مرنے والوں کی تعداد 10 تک پہنچ چکی ہے۔ ڈبروگڑھ اور نیمتی گھاٹ سمیت کئی علاقوں میں برہمپترا ندی خطرے کے نشان سے اوپر بہہ رہی ہے، دیگر 5 ندیوں میں بھی پانی کی سطح میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔ 10 ہزار سے زائد لوگوں کو راحت کیمپوں میں پہنچایا جاچکا ہے۔ اسی درمیان مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے شمال مشرقی ریاستوں میں شدید بارش کے پیش نظر سیلاب زدہ علاقوں میں ہر ممکن مدد فراہم کرنے کا یقین دلایا ہے۔ انہوں نے آسام، سکم اور اروناچل پردیش کے وزرائے اعلیٰ کے ساتھ ساتھ منی پور کے گورنر سے بھی بات کرکے صورتحال کی جانکاری لی ہے۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر مذکورہ جانکاری فراہم کرتے ہوئے امت شاہ نے یہ بھی کہا کہ "مودی حکومت شمال مشرق کے لوگوں کی مدد کے لیے ایک چٹان کی طرح کھڑی ہے۔"

بارہ بنکی میں ٹرک سے ٹکرا کر کار کے پرخچے اڑے، 4 کی موت، 2 بچوں سمیت 3 شدید زخمی

لکھنؤ (ایجنسی): اترپردیش کے بارہ بنکی ضلع کے رام نگر میں شدید سڑک حادثہ پیش آیا ہے۔ یہاں ایک تیز رفتار ٹرک نے دوسری سمت سے آرہی ایک کار میں زوردار ٹکر ماردی جس میں 4 لوگوں کی موت ہوگئی۔ حادثے میں 3 افراد شدید طور پر زخمی بھی ہوئے ہیں جنھیں سی ایچ سی رام نگر سے ضلع اسپتال ریفر کیا گیا ہے۔ حادثے کے بعد ہائی وے پر دو کلومیٹر لمبا جام لگ گیا۔ بارہ بنکی - بہرائچ ہائی وے پر گنیش پور موڑ کے پاس واقع اَنچل چنچل ڈھابے کے سامنے قریب ساڑھے پانچ بجے یہ حادثہ پیش آیا۔ کار میں سوار لوگ کانپور سے گونڈا جارہے تھے۔ حادثے کے بعد موقع پر چیخ و پکار مچ گئی۔ ٹکر کے بعد ارٹیگا کار کے پرخچے اڑ گئے۔ چاروں لاشیں کار میں ہی پھنسی تھیں جنھیں کٹر مشین سے کاٹ کر باہر نکالا گیا۔ ٹرک کے سامنے کے حصہ کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ مقامی لوگوں اور پولیس نے زخمیوں کو فوراً رام نگر کے کمیونٹی ہیلتھ سینٹر پہنچایا، جہاں سے ان کی سنگین حالت کو دیکھتے ہوئے ضلع اسپتال ریفر کردیا گیا۔ فی الحال دونوں گاڑیوں کو قبضے میں لے کر رام نگر پولیس نے جانچ شروع کردی ہے۔ پولیس نے امکان ظاہر کیا ہے کہ ٹرک ڈرائیور نشے میں یا نیند کی حالت میں تھا جس سے یہ حادثہ پیش آیا۔ مرنے والوں میں تین مرد اور ایک خاتون جبکہ زخمیوں میں دو بچے اور ایک خاتون شامل ہیں۔ مہلوکین میں ایک شخص کی شناخت گونڈا باشندہ ایان قریشی کے طور پر کی گئی ہے۔ تھانہ انچارج نے بتایا کہ اہل خانہ کو اطلاع دے دی گئی ہے۔ ان کے آنے پر دیگر لوگوں کی شناخت ہوگی۔ جائے حادثہ پر موجود ایک مقامی باشندہ سبھاش تیواری نے بتایا کہ یہ موڑ بہت خطرناک ہے۔ پہلے بھی کئی مرتبہ یہاں حادثے ہوچکے ہیں۔ انتظامیہ کو یہاں پر ٹریفک انتظام بہتر کرنی چاہیے۔ لوگوں نے قومی شاہراہ اتھارٹی (این ایچ اے آئی) اور مقامی انتظامیہ سے اس موڑ پر اسپیکڈ بریکر، ٹریفک سائن، اور سی سی ٹی وی کیمرہ و اسٹریٹ لائٹ لگائے جانے کا مطالبہ کیا ہے۔

دہلی میں 24 گھنٹے میں کورونا کے سب سے زیادہ 47 نئے مریض، کووڈ سے 22 سالہ لڑکی کی ہوئی موت

نئی دہلی (ایجنسی): ملک میں کورونا معاملوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ راجدھانی دہلی میں بھی اب اس کے معاملے کافی تیزی سے سامنے آرہے ہیں۔ گزشتہ 24 گھنٹے میں یہاں کورونا وائرس کے 47 نئے معاملے درج کیے گئے ہیں جو کہ ایک دن میں سب سے زیادہ اضافہ درج ہوا ہے۔ حالانکہ تھوڑی راحت کی بات یہ ہے کہ ملک بھر میں گزشتہ دو دنوں میں لوگوں کے صحت مند ہونے کی تعداد بڑھنے سے ایکٹیو کیسز میں کمی آئی ہے۔ مرکزی وزارت صحت کی طرف سے پیر کو جاری اعداد و شمار کے مطابق ہندوستان میں کوووڈ-19 کے فعال معاملوں کی تعداد بڑھ کر تقریباً 4000 ہوگئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اموات کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ 24 گھنٹوں میں کورونا سے 4 لوگوں کی موت ہوگئی ہے۔ دہلی میں 22 سال کی ایک لڑکی کی کووڈ سے موت ہوئی ہے۔ اس سے اموات کی تعداد بڑھ کر 4 ہوگئی ہے۔ دہلی میں کل متاثرین کی تعداد 483 ہے۔ موجودہ وقت میں سب سے زیادہ متاثرین ریاست کیرالہ ہے جہاں پر 1435 فعال معاملے ہیں۔ وزارت صحت اور خاندانی فلاح کے مطابق 4 اموات میں تمل ناڈو، مہاراشٹر، کیرالہ اور دہلی کا ایک ایک کیس شامل ہے۔ وزارت صحت کے مطابق گزشتہ 24 گھنٹے میں پورے ملک میں 203 نئے کورونا کیسز درج ہوئے ہیں جس میں فعال معاملوں کی تعداد بڑھ کر 3961 ہوچکی ہے۔ گزشتہ 24 گھنٹے میں پورے ملک میں 203 نئے کورونا کے معاملے درج ہوئے ہیں جس سے فعال معاملوں کی تعداد بڑھ کر 3961 ہوچکی ہے۔ گزشتہ 24 گھنٹے میں جہاں کورونا کے کیس بڑھے ہیں ان میں دہلی (47)، مغربی بنگال (44)، کیرالہ (35)، گجرات (18) آندھرا پردیش (7 نئے معاملے)، بہار (3)، چھتیس گڑھ (1)، جموں و کشمیر (2)، جھارکھنڈ (5)، کرناٹک (15)، مدھیہ پردیش (4)، مہاراشٹر (21)، اوڈیشہ (3)، راجستھان (7)، سکم (1)، اترپردیش (8) شامل ہیں۔

'مدارس ہماری شناخت ہیں، ہم اس شناخت کو مٹنے نہیں دیں گے'

مدارس صرف تعلیم کے مراکز نہیں ہیں، ان کا مقصد صرف تعلیم و تعلم نہیں بلکہ ملک وقوم کی خدمت کیلئے نئی نسلوں کی سوچ تیار کرنا بھی رہا ہے: مولانا ارشد مدنی

نئی دہلی (ایجنسی): "مدارس ہماری دنیا نہیں، دین ہیں۔ یہ ہماری شناخت ہیں اور ہم اپنی اس شناخت کو مٹنے نہیں دیں گے۔" یہ بیان جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا ارشد مدنی نے گزشتہ شب اعظم گڑھ کے قصبہ سرائے میر میں منعقد 'کل ہند تحفظ مدارس اجلاس' سے خطاب کرتے ہوئے دیا۔ انھوں نے کہا کہ یہ کوئی معمولی اجلاس نہیں ہے، بلکہ موجودہ حالات میں مدارس کی حفاظت کو یقینی کرنے کے مقصد سے سنجیدہ غور و خوض اور آگے کی حکمت عملی طے کرنے کا ایک اہم موقع ہے۔ مولانا مدنی نے کہا کہ یہ مدارس صرف تعلیم کے مراکز نہیں ہیں، ان کا مقصد صرف تعلیم و تعلم نہیں بلکہ ملک و قوم کی خدمت کے لیے نئی نسلوں کی سوچ کو تیار کرنا بھی رہا ہے۔ مولانا مدنی کا کہنا ہے کہ آج جن مدارس کو غیر قانونی کہہ کر زبردستی بند کیا جارہا ہے، یہ وہی مدارس ہیں جہاں سے سب سے پہلے انگریزوں کی غلامی کے خلاف آواز اٹھی تھی۔ انھوں نے تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب 1803 میں پورا ہندوستان انگریزوں کے قبضے میں چلا گیا تھا، تب دہلی سے معروف مذہبی و روحانی ہستی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ رحیمیہ سے ایک ٹوٹی چٹائی پر بیٹھ کر اعلان کیا کہ ملک غلام ہوچکا ہے، اس لیے غلامی سے آزادی کے لیے جنگ کرنا ایک مذہبی فریضہ ہے۔ اس اعلان کے ان کے مدرسہ کو نیست و نابود کردیا گیا اور ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔

مولانا مدنی نے اجلاس میں شریک لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ 1857 کے انقلاب، جسے انگریزوں نے 'غدر' کہا، اسی کا نتیجہ تھا کہ صرف دہلی میں 32 ہزار علما کو شہید کردیا گیا۔ ہمارے بڑوں کی 150 سال کی قربانیوں کے بعد یہ ملک آزاد ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام بھی اسی مقصد سے کیا گیا تھا کہ وہاں سے ملک کی آزادی کے لیے نئے نوجوانوں کو تیار کیا جائے۔ انھوں نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ آج تاریخ سے انجان لوگ انہی مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ بتارہے ہیں، یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ وہاں شدت پسندوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ مولانا مدنی کہتے ہیں کہ اترپردیش سے لے کر اتراکھنڈ، آسام اور ہریانہ تک مدارس اور مساجد کے خلاف کارروائی مذہب کی بنیاد پر کی جارہی ہے۔ انھوں نے سوال کیا کہ ایک جمہوری اور سیکولر ملک میں یہ تفریق اور ناانصافی کیوں؟ جبکہ آئین نے سبھی شہریوں کو یکساں حقوق اور مواقع دیے ہیں۔ مولانا مدنی نے واضح کیا کہ یہ سب ایک خاص نظریہ کے تحت کیا جارہا ہے تاکہ اکثریتوں اور اقلیتوں کے درمیان نفرت کی دیوار کھڑی کی جاسکے، اور اکثریتوں کو اقلیتوں کے خلاف کھڑا کیا جاسکے۔ یہ اقتدار حاصل کرنے کی سوچی سمجھی سازش ہے۔

صدر جمعیۃ کے مطابق یہ ایک سیکولر ملک ہے، اور یہاں مذہب کی بنیاد پر کسی ایک طبقہ کے ساتھ ناانصافی نہیں کی جاسکتی۔ لیکن آج کی سچائی یہ ہے کہ برسرعام ایک خاص طبقہ کو اس کے مذہب کی بنیاد پر ہدف بنایا جارہا ہے اور اسے یہ احساس دلانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اس کے شہری حقوق ختم کردیے گئے ہیں۔ مولانا مدنی نے کہا کہ حالات چاہے جیسے بھی ہوں، ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ حوصلہ، ایمانداری اور عزم کے ساتھ ان حالات کا سامنا کرنا ہوگا۔ جمعیۃ علماء ہند نے آزادی سے قبل اور اس کے بعد ملک میں امن، بھائی چارہ و اتحاد کے لیے کوشش کی ہے اور ہر ناانصافی و ظلم کے خلاف جنگ کی ہے، اور آگے بھی پوری طاقت سے کرتی رہے گی۔ مولانا ارشد مدنی کا کہنا ہے کہ غیر قانونی بتاکر مدارس کے خلاف کی جارہی حالیہ کارروائی سپریم کورٹ کے احکامات کی بھی خلاف ورزی ہے۔ جمعیۃ علماء ہند نے اس سازش کے خلاف ایک بار پھر اپنی قانونی جدوجہد شروع کردی ہے، کیونکہ مدارس کی حفاظت دراصل مذہب کی حفاظت ہے۔ ہم جمہوریت، آئین کی بالادستی اور مدارس کی حفاظت کے لیے قانونی و جمہوری جنگ جاری رکھیں گے۔ انھوں نے مدارس کے ذمہ داران کو حوصلہ بخشتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء ہند آپ کے ساتھ ہے، اور ہر طرح کی مدد و قانونی مدد آپ کو فراہم کرے گی۔

مہاراشٹر: عیدالاضحیٰ سے قبل 5 دن مویشی بازار بند رکھنے کا فیصلہ

ممبئی (ایجنسی): مہاراشٹر میں 'گئو سیوا آیوگ' نے عیدالاضحیٰ سے قبل بڑا فیصلہ لیتے ہوئے مویشی بازار بند رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس فیصلہ کی مہاراشٹر کے وزیر اور ریاستی بی جے پی صدر چندر شیکھر باونکولے نے تعریف کی ہے۔ باونکولے نے کہا کہ یہ 'گئو سیوا آیوگ' کا بہت اچھا فیصلہ ہے، کیونکہ ایسے دنوں میں گائے کے بچھڑے کو کاٹنے کا کام ہوتا ہے۔ اگر یہ 5 دن بازار بند رہیں گے تو 'گئو ماتا' کٹنے سے بچ جائے گی۔ باونکولے نے کہا کہ "ان دنوں میں جو بڑے پیمانے پر گئو ماتا کو لایا جاتا ہے، اسے بقرعید پر کاٹنے کی کوشش ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ گئو سیوا آیوگ نے بہت اچھا فیصلہ لیا ہے۔ بازار بند رکھنا چاہیے، 5 دن بازار بند رکھنے سے کچھ بگڑ نہیں جائے گا۔" انگریزی روزنامہ 'انڈین ایکسپریس' کی ایک رپورٹ کے مطابق دیسی گایوں کی بہبود کے لیے 'مہاراشٹر گئو سیوا آیوگ' نے تمام زرعی پیداوار مارکیٹ کی کمیٹیوں (اے پی ایم سی) کو 3 جون سے 7 جون تک کسی بھی طرح کا مویشی بازار لگانے کے لیے منع کیا ہے۔ 'گئو سیوا آیوگ' نے تمام اے پی ایم سی کو 27 مئی کو بھیجے گئے خط میں کہا کہ "بقرعید کے تہوار پر بڑے پیمانے پر جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے، اسی کے مدنظر 7-3 جون تک کوئی بھی 'مویشی بازار' نہیں لگایا جانا چاہیے، تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ گائے کا غیر قانونی ذبیحہ نہ ہو۔" مہاراشٹر مویشی تحفظ ایکٹ کا حوالہ دیتے ہوئے خط میں کہا گیا کہ "براہ کرم خبردار رہیں۔"

بنگلہ دیشی دراندازوں پر سخت ایکشن، 2000 افراد کو کیا ڈیپورٹ

نئی دہلی (ایجنسی): پاکستان کے خلاف 'آپریشن سندور' چلانے کے بعد حکومت ہند نے کچھ دوسرے ممالک سے ہندوستان میں داخل دراندازوں پر بھی کارروائی کرنی شروع کردی ہے۔ خصوصاً بنگلہ دیش سے ہندوستان میں ناجائز طریقے سے داخل دراندازوں کو واپس بنگلہ دیش بھیجنے کی مہم چلائی جارہی ہے۔ اب تک تقریباً 2000 ناجائز بنگلہ دیشی مہاجرین کو سرحد پار کر ان کے ملک بھیج دیا گیا ہے۔ ان میں سے بیشتر درانداز پولیس کارروائی کے خوف سے ہند-بنگلہ دیش سرحد کے پاس پہنچے اور اپنے ملک واپس لوٹ گئے۔

اس مہم کی شروعات گجرات سے ہوئی، جہاں سب سے پہلے بڑی تعداد میں بنگلہ دیشی دراندازوں کی شناخت کرا نھیں واپس بھیجا گیا۔ اس کے بعد دہلی، ہریانہ، آسام، مہاراشٹر اور راجستھان نے بھی اس مہم کو آگے بڑھایا۔ ان سبھی ریاستوں نے مل کر بڑی تعداد میں بنگلہ دیشی دراندازوں کو واپس ان کے ملک بھیجا۔ ایک سینئر افسر نے بتایا کہ جن ریاستوں میں معاشی سرگرمیاں زیادہ ہوتی ہیں، غیر قانونی مہاجرین اکثر روزی روٹی کمانے کے لیے اسی ریاست میں جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے گجرات نے سب سے پہلے مہاجرین کے دستاویزات کی جانچ کی اور غیر قانونی پائے جانے پر انھیں واپس ان کے ملک بھیجا گیا۔ اس کے بعد دہلی اور ہریانہ نے بھی غیر قانونی مہاجرین کی تلاش کرا نھیں واپس بھیجا۔ اس سلسلے میں وزارت داخلہ نے واضح ہدایت دی کہ غیر قانونی مہاجرین کو نکالنے کے لیے سبھی ریاستوں کی حکومتیں تعاون کریں۔

غیر قانونی مہاجرین کو سرحد پار پہنچانے کے لیے ہندوستانی فضائیہ کے طیاروں کا استعمال کیا جارہا ہے۔ اس کے بعد مہاجرین کو بی ایس ایف کے حوالے کردیا جاتا ہے، جہاں وہ کیمپوں میں رہتے ہیں۔ کھانا اور ضرورت کے سامانوں کے لیے غیر مہاجرین کو کچھ بنگلہ دیشی کرنسی دی جاتی ہے۔ کچھ گھنٹے حراست میں رکھنے کے بعد انھیں واپس ان کے ملک بھیج دیا جاتا ہے۔ بارڈر گارڈس بنگلہ دیش (بی بی جی) بھی اپنے ہندوستانی ہم منصبوں کے ساتھ تعاون کررہا ہے۔ ہندوستان میں مقیم بیشتر غیر قانونی مہاجرین واپس بنگلہ دیش جانے کی مخالفت نہیں کررہے ہیں۔ حالانکہ جو لوگ دہائیوں سے ہندوستان میں مقیم ہیں، وہ اپنی مرضی سے ملک چھوڑنے کو تیار نہیں ہو رہے۔ لیکن ایک بار جب انھیں پکڑ لیا جاتا ہے اور سرحد پر لے جایا جاتا ہے تو وہ بنگلہ دیش میں رہنے والے اپنے رشتہ داروں کو فون کرکے بلاتے ہیں اور ان کے ساتھ چلے جاتے ہیں، کیونکہ ان میں سے بیشتر لوگ جانتے ہیں کہ ایک بار پکڑے جانے کے بعد اگر وہ بنگلہ دیش نہیں گئے تو انھیں جیل میں ڈال دیا جائے گا اور مناسب کارروائی کی جائے گی۔

حدیث نبوی ﷺ

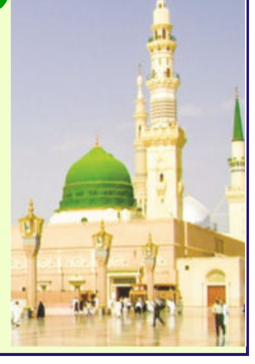

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب زنا کرنے والا زنا کرتا ہے تو زنا کے وقت اس کا ایمان نہیں رہتا اور جب چوری کرنے والا چوری کرتا ہے تو چوری کے وقت اس کا ایمان نہیں رہتا، لیکن اس کے بعد بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے“۔

Sunan Tirmizi 2625

لکھنؤ سے شائع ہونے والا اردو روزنامہ
لوہیا نامہ
URDU DAILY LOHIA NAMA LUCKNOW

’آپریشن سندور‘ کا مقصد اور سیز فائر

ہندوستان اور پاکستان کے درمیان سیز فائر کے بعد لوگوں نے راحت کی سانس لی ہے۔ بالخصوص جموں وکشمیر سمیت سرحدی علاقوں کے لوگوں میں ایک نئی امید جاگی ہے۔ اب حساب کتاب ہورہا ہے، محاسبہ کیا جارہا ہے، حالات کا جائزہ لیا جارہا ہے، آگے مذاکرات بھی ہوں گے، یعنی کہ لوگوں کو یہ یقین دلانے کے لیے سرکاری سطح پر آسمان زمین ایک کیا جائے گا کہ آپ لوگوں کی جان ومال کے تحفظ کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی جارہی ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہتا ہے جب تک کہ کوئی نئی جنگ یا لڑائی کی صورتحال پیدا نہ ہوجائے۔ اس درمیان لوگوں کو اپنے نقصانات کے ازالہ کے لیے بھی وقت اور موقع مل جاتا ہے۔ حالیہ سیز فائر کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ وقتی طور پر حالات تو پر امن ہوگئے ہیں لیکن اب بھی بہت سارے معاملے زیر التوا ہیں۔ سندھو آبی معاہدہ، فضائی خطہ کا استعمال، شملہ سمجھوتہ جیسے دیگر کئی معاملے ہیں جو اب بھی دوران لڑائی کی حالت میں ہیں۔ حالانکہ دونوں ملکوں کی جانب سے فی الحال گولی باری روک دی گئی ہے اور سرحد پر مجموعی طور پر امن کا ماحول ہے لیکن دونوں ہی طرف کی سرکاریں اور افواج الرٹ پر ہیں۔ ہندوستان بار بار اس بات کا اعادہ کررہا ہے کہ ’آپریشن سندور‘ ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ یعنی اگر ضرورت پڑی اور سرحد پار سے دہشت گردی کی کوئی ناپاک حرکت کی گئی تو ہندوستان اس کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے ہمہ وقت تیار ہے۔

دونوں ملکوں کے درمیان سیز فائر کا اعلان سب سے پہلے امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کیا۔ اس کے بعد دونوں ملکوں کی جانب سے اس کی تصدیق کی گئی۔ اب سب سے بڑا یہ سوال پیدا ہوگیا ہے کہ سیز فائر کا اعلان ایک تیسرے فریق کی جانب سے کیوں کیا گیا؟ کیا امریکی ثالثی کو قبول کرتے ہوئے دونوں ممالک سیز فائر کے لیے تیار ہوئے؟ جبکہ ہندوستان کی روایتی خارجہ پالیسی کے لیے یہ بات قطعی قابل قبول نہیں ہے کہ کسی بھی بین الاقوامی بالخصوص پاکستان کے ساتھ تنازع میں کوئی تیسرا فریق ثالثی کرے۔ خاص طور پر کشمیر کے معاملے میں ہندوستان کا موقف بالکل واضح ہے کہ یہ دوطرفہ معاملہ ہے، اس میں کسی تیسرے فریق کی مداخلت کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تو پھر حالیہ لڑائی میں سیز فائر کا سب سے پہلے اعلان ٹرمپ کی جانب سے کیوں کیا گیا؟ جہاں تک پاکستان کی بات ہے تو وہ یہ چاہتا ہی ہے کہ جموں وکشمیر سمیت ہند۔ پاک کے درمیان تمام تنازعات بین الاقوامی ثالثی میں حل کیے جائیں۔ بہرحال امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے اس اعلان نے مودی حکومت کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ حکومت سے مسلسل یہ سوال کیا جارہا ہے کہ امریکی صدر نے پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ بندی کا اعلان کیوں کیا؟ اپوزیشن کی جانب سے حکومت سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ اس مسئلہ پر بحث کے لیے پارلیمنٹ کا خصوصی اجلاس بلایا جائے۔ حالانکہ اس معاملے میں کل جماعتی میٹنگ بلائی گئی اور حکومت کی جانب سے ’آپریشن سندور‘ کی کامیابی کے حوالے سے وضاحت پیش کی گئی لیکن پارلیمنٹ کا خصوصی اجلاس ابھی تک نہیں بلایا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ سیز فائر کے اعلان کے بعد آپریشن سندور کے جو مقاصد تھے، کیا وہ حاصل ہوسکے ہیں؟ چونکہ حکومت کے ساتھ ساتھ تمام دفاعی ماہرین کا خیال ہے کہ ہندوستان اس وقت مضبوط پوزیشن میں تھا اور اس صورتحال کو استعمال کرتے ہوئے پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف مضبوط قدم اٹھانے پر مجبور کرسکتا تھا، اس لیے ہندوستان اس مقصد کی مکمل حصولیابی تک اگر سیز فائر کیلئے راضی نہ ہوتا تو شاید زیادہ بہتر ہوتا۔

بہرحال اس آپریشن کے 2 واضح مقاصد تھے، ایک پاکستان کو دنیا کے سامنے دہشت گردی کو فروغ دینے والے ملک کے طور پر بے نقاب کرنا تھا اور دوسرا یہ کہ دہشت گردوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ 7 مئی کو آپریشن سندور میں درجنوں بڑے دہشت گرد مارے گئے جس کے بعد پاکستانی فوج کے اہلکاروں نے ان کے جنازے میں حصہ لیا۔ پاکستانی فوج کے سربراہ نے دہشت گردوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔ یہ تصاویر پوری دنیا نے دیکھیں۔ اس سے واضح ہوگیا کہ دہشت گردی پاکستانی فوج کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس سے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی امیج بے نقاب ہوئی ہے۔ اس طرح ہندوستان نے یہ ہدف حاصل کرلیا۔ پہلی پریس کانفرنس میں ہی ہندوستان نے 21 دہشت گرد کیمپوں کے بارے میں معلومات دی تھیں، جن میں سے 9 پر حملہ کر کے انہیں تباہ کردیا گیا۔ ہندوستان نے جنگ بندی سے قبل یہ بھی واضح کردیا تھا کہ مستقبل میں دہشت گردی کے کسی بھی واقعہ کو ملک پر حملہ قرار دیا جائے گا۔ اس سے یہ پیغام بھی ملتا ہے کہ مستقبل میں بھی ان دہشت گرد کیمپوں کے خلاف کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اب یہ پاکستان پر منحصر ہے کہ وہ اس صورتحال میں کیسا رویہ اختیار کرتا ہے۔ اس پورے آپریشن میں ہندوستانی فوج نے پوری دنیا کے سامنے اپنی مضبوط پوزیشن کا مظاہرہ کیا ہے۔ پاکستان کے کسی ایک شہری مقام کو بھی نقصان پہنچائے بغیر صرف دہشت گردوں کے کیمپوں کو تباہ کرنا ہماری فوجی صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس جنگ کے دوران یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ پاکستان کے عام لوگ وہاں کی فوج اور حکومت کے خلاف ہیں۔ ہندوستان کے لیے اس سے بڑی کامیابی نہیں ہوسکتی کہ پاکستانی عوام اپنے حکمرانوں پر اعتماد نہیں کرتے، جبکہ اس کے برعکس ہمارا پورا ملک اس مشکل صورتحال میں متحد نظر آیا۔ یہ ثابت کردیا کہ دہشت گردی کے خلاف پورا ملک ایک ہے اور جب بھی ضرورت ہوگی بلاتفریق پوری قوم دہشت گردی پر بھرپور وار کرے گی۔

لیکن تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ ان حالات میں یہ دیکھنا بھی دلچسپ تھا کہ دنیا کے دیگر طاقتور ممالک اس کشیدگی پر کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں۔ چین نے کھل کر کہا کہ وہ پاکستان کی خود مختاری کے تحفظ کے لیے پرعزم ہے۔ ترکی نے بھی پاکستان کا ساتھ دیا۔ اسرائیل نے یہ ضرور کہا کہ ہندوستان کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔ لیکن اسرائیل کے مقابلے چین بہت بڑا ملک ہے اور دنیا کی دوسری بڑی معیشت بھی ہے۔ یہ جواز اپنی جگہ درست ہے کہ ہندوستان اپنی خود مختاری کے تحفظ کے لیے کسی پر انحصار نہیں کرتا، لیکن خارجہ پالیسی یا سفارت کاری کی کامیابی شاید اس میں بھی نظر آتی ہے کہ بحران کے وقت کتنے ممالک آپ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہندوستان کی خارجہ پالیسی پر اس وقت زیادہ سوالات اٹھنے لگے جب تیسرے ملک امریکہ کی طرف سے جنگ بندی کا اعلان کیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ امریکہ کو جنگ بندی کا پہلے سے علم تھا اور یہ امریکہ ہی تھا جس نے ہندوستان کے عوام کو اس کے متعلق آگاہ کیا، نہ کہ ان کی اپنی حکومت نے۔ دوسری جانب ٹرمپ نے اپنی سوشل میڈیا پوسٹ میں سیز فائر کا اعلان کرتے ہوئے یا اس کے بعد بھی دہشت گردی کا کہیں ذکر تک نہیں کیا۔ جبکہ انہوں نے بعد میں بھی اس حوالے سے سوشل میڈیا پر متعدد بیانات جاری کیے۔ ٹرمپ نے ہندوستان اور پاکستان کو برابری پر لاکر کھڑا کردیا۔

تعلیم تو ضروری ہے لیکن تعلیم کا حصول اتنا دشوار کیوں ہے؟

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد

ماہ جون شروع ہونے والا ہے اس ماہ میں عام طور پر ملک کے مختلف علاقوں میں عصری اداروں کے کھلنے کی سرگرمیاں اور تعلیمی سال شروع ہوجاتا ہے، داخلے وغیرہ کی کارروائی بھی اسی ماہ میں ہوتی ہے، یوں اسطرح ماہ جون سے تعلیمی سال کا آغاز ہوجاتا ہے، تعلیم کسی بھی قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن مسلمانوں کا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ تعلیم کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے یا انکے سامنے تعلیم کی کوئی اہمیت نہیں ہے، ایک طبقہ تعلیم سے دلچسپی رکھتا تو ہے تو مگر انکے سامنے کئی چیلنجس ہیں جسکا وہ مقابلہ نہیں کرسکتے، کہیں تعلیم ہے تو تربیت کا فقدان ہے، کہیں تعلیم پر اسکولوں اور اداروں میں اتنی مہنگی فیس ہے کہ اسکا حصول غریبوں کے لئے دشوار ہے، کہیں تعلیم کے حصول کا مزاج تو ہے لیکن ترجیحات متعین نہیں ہیں، کون سی تعلیم ہمیں اس ملک اور پورے عالم میں سربلندی اور حکمرانی عطا کرسکتی ہے ہم یہ سوچنے، سمجھنے، غور کرنے اور پھر لائحہ عمل طے کرنے سے قاصر ہیں، پھر ایسے میں ہمارے درد کا مداوا کیونکر اور کیسے ہو؟ تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی بیداری اور خوشحالی کی بنیاد ہوتی ہے تعلیم انسان کو شعور دیتی ہے، سوچنے اور سمجھنے کا سلیقہ عطا کرتی ہے، صحیح اور غلط میں تمیز سکھاتی ہے، تعلیم، بہتر انسان، بہتر شہری اور بہتر رہنما بننے کے قابل بناتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تعلیم کو بنیادی اہمیت عطا کی ہے اور اس کے حصول کے لئے بڑا زور دیا ہے۔

آج الحمدللہ حیدرآباد جیسے بڑے شہر میں تعلیمی سہولیات ہر سطح پر دستیاب ہیں، کالجوں، اسکولوں اور یونیورسٹی کی بھرمار ہے، مذہبی اور دینی اداروں کی بھی بڑی تعداد ہے، ہر مضمون میں کورسز موجود ہیں اور جدید ٹیکنالوجی سے مزین تعلیمی ماحول نے طلبہ کے لئے سیکھنے کے تمام دروازے کھول دئے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم صرف تعلیم حاصل کررہے ہیں یا اس کے ساتھ تربیت بھی حاصل کررہے ہیں؟ گزشتہ چند دہائیوں قبل ہم لوگ دیکھا کرتے تھے کہ طالب علم محض تعلیمی قابلیت کے میدان میں ہی نہیں، بلکہ اخلاق، آداب نظم و ضبط، اپنے بزرگوں اور اساتذہ کے احترام میں بھی نمایاں تھے، ان کی گفتگو میں شائستگی طرز عمل میں سنجیدگی اور باہمی تعلقات میں محبت و لحاظ نمایاں ہوتے تھے، لیکن افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ آج کی نوجوان نسل میں یہ خوبیاں تیزی سے ماند پڑتی جارہی ہیں اور ختم ہوتی جارہی ہیں، تعلیم تو بڑھ رہی ہے لیکن تربیت کا فقدان بھی بڑھ رہا ہے اور تربیت عنقاء ہوتی جارہی ہے، طلباء میں بڑوں کا ادب، ساتھیوں کا احترام اور اپنے کردار کی حفاظت کا احساس بھی کمزور ہوتا جارہا ہے، سوشل میڈیا کی اندھی تقلید، وقت کی بے قدری، والدین سے فاصلہ اور اساتذہ کرام کے احترام میں کمی جیسے رویے سماج کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے، بچے اور بچیوں میں ایک دوسرے کا لحاظ بات چیت کا سلیقہ اور عمومی طرز عمل اکثر حیرت اور تشویش کا باعث بنتے ہیں، معاشرتی سطح پر مروت، تہذیب، اخلاق اور انسانیت کی وہ مثالیں جو کبھی ہمارے تعلیمی اداروں کی پہچان ہوا کرتی تھی، آج نایاب ہوتی جارہی ہے، بدزبانی، ضد، ضدی رویے، بے پرواہی اور بے راہ روی عام ہوتی جارہی ہے یہ سب تعلیم کے ساتھ تربیت کے فقدان کا نتیجہ ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ آخر اس کا حل کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلے ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ تعلیم و تربیت ایک دوسرے کی تکمیل ہے، صرف تعلیم ہرگز کافی نہیں ہے، تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بہرحال ضروری ہے، والدین اور سرپرستوں کو چاہیے کہ وہ بچوں کی تعلیمی ترقی ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی تربیت پر بھی توجہ دیں، اساتذہ کو چاہیے کہ وہ محض مضمون پڑھانے پر اکتفا نہ کریں بلکہ طالب علموں میں کردار سازی، اخلاقیات اور انسانی قدروں کی مثالیں بھی قائم کریں، تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ کردار سازی کو اپنے نصاب اور کلچر کا حصہ بنائیں، چھوٹے چھوٹے اقدامات جیسے صبح کی اسمبلی میں تربیتی گفتگو ہفتہ وار اخلاقی موضوعات پر مباحثے اور سینئر طلبہ کی طرف سے جونیئرز کے لئے رول ماڈل بننے کی تربیت، ایک مثبت تبدیلی لا سکتے ہیں، یہ بات ہمیں ذہن نشیں کرنی ہوگی کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آنے والی نسل نہ صرف تعلیم یافتہ ہو بلکہ مہذب با اخلاق، ذمہ دار اور سماج کے لئے ایک اچھا شہری بھی ہو تو ہمیں فوری طور پر تربیت کی بنیادوں کو پھر سے زندہ کرنا ہوگا تاکہ ہماری نسل ایک تعلیم یافتہ نسل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ذمہ دار شہری بھی ہو۔

تعلیم کو ہمیشہ ایک ایسی نعمت مانا گیا ہے جو انمول ہوتی ہے، یعنی ایسی نعمت جس کی کوئی قیمت نہ لگائی جاسکے۔ مگر آج کے ہندوستان میں، خاص طور پر حیدرآباد، دہلی اور مغربی بنگال جیسے صوبوں میں، یہ انمول تعلیم ایک مہنگا سودا بن چکی ہے۔ جسکا حصول آسان نہیں بلکہ مزید دشوار ہوتا جارہا ہے، جو والدین کبھی اس بات پر نازاں تھے کہ ان کے بچے ایک بہتر مستقبل کی طرف گامزن ہیں، اب اسی تعلیم کے بوجھ تلے کچلے جا رہے ہیں۔ ایک طرف سرکاری اسکولوں کی ابتر حالت ہے تو دوسری طرف پرائیویٹ اداروں کا بے لگام تجارتی رویہ سامنے ہے۔ مغربی بنگال میں گزشتہ کئی برسوں سے والدین کی چیخ و پکار جاری ہے۔ 2021 میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ حکومت نجی اسکولوں کی خودمختاری میں مکمل مداخلت نہیں کرسکتی، لیکن فیسوں کو قابو میں رکھنے کیلئے مناسب ضابطے ضرور بنا سکتی ہے۔ 2017 میں ریاست کی وزیراعلیٰ نے وعدہ کیا کہ ایک سیلف ریگولیٹری کمیٹی قائم کی جائے گی اور 2022 میں بل لانے کا اعلان ہوا۔ 2023 میں ’پرائیویٹ اسکول ریگولیٹری کمیشن‘ کے قیام کی اصولی منظوری دی گئی۔ مگر نتیجہ اب تک صفر ہے۔ والدین آج بھی چیخ چلا رہے ہیں مگر ان کی کوئی بات سنی نہیں جارہی ہے۔ اسکول من مانے انداز میں اپنی فیس بڑھا رہے ہیں اور حکومت کاغذی بیانات سے آگے نہیں بڑھتی۔

ایک حالیہ سروے، جس میں ملک کے 309 اضلاع سے 31,000 والدین شامل تھے، نے اس نظام کی قلعی کھول دی۔ 44 فیصد والدین نے بتایا کہ نجی اسکولوں نے گزشتہ تین برسوں میں فیس میں 50 سے 80 فیصد تک اضافہ کیا ہے، جب کہ 8 فیصد نے کہا کہ یہ اضافہ 80 فیصد سے بھی زیادہ رہا ہے۔ یہ اعداد وشمار کوئی عام شکایت نہیں، بلکہ تعلیم کے نام پر کھلی لوٹ مار کی ایک جیتی جاگتی شہادت ہیں۔ لیکن اس صورتحال کو حکومتیں جان بوجھ کر نظرانداز کررہی ہیں اور پرائیویٹ اسکول پوری ڈھٹائی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ دہلی میں تو معاملہ اس سے بھی آگے نکل چکا ہے۔ ڈی پی ایس جیسے معروف اسکولوں کے خلاف والدین سڑکوں پر اتر آئے ہیں۔ والدین کا الزام ہے کہ جنہوں نے فیس میں حالیہ اضافے کی مخالفت کی، ان کے بچوں کو ہراساں کیا گیا، یہاں تک کہ انہیں کلاسز میں بیٹھنے سے روک کر لائبریری میں بٹھایا گیا۔ کیا یہ تعلیم ہے یا انتقام؟ کیا یہ اسکول ہے یا کسی فسطائی کاروباری گروہ کا دفتر؟ دہلی کے موجودہ وزیر تعلیم آشیش سود نے سابقہ حکومت پر الزام لگایا کہ اس نے اسکولوں کو من مانی فیس بڑھانے کی کھلی چھوٹ دی تھی۔ انہوں نے اعلان کیا کہ تمام 1,677 نجی اسکولوں کا آڈٹ کیا جائے گا اور 10 دنوں میں نتائج عام کیے جائیں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ گزشتہ دس برسوں میں ہر سال صرف 75 اسکولوں کا آڈٹ کیوں ہوا؟ محکمہ تعلیم کو ہر مالی سال میں کم از کم ایک بار ہر تسلیم شدہ اسکول کا معائنہ کرنا چاہیے، لیکن اس قانون کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ یہی نہیں، زمین کی الاٹمنٹ کی بنیاد پر فیسوں میں اضافے کیلئے محکمہ تعلیم کی پیشگی منظوری ضروری ہے، مگر اس قاعدے کو بھی مسلسل نظرانداز کیا گیا۔ یہ محض نااہلی نہیں، بلکہ مجرمانہ غفلت ہے۔ حکومتیں جان بوجھ کر نجی اسکولوں کو لوٹ مار کا لائسنس دے رہی ہیں۔ ایک طرف وہ والدین کو دلاسے دیتی ہیں، دوسری طرف نجی اداروں کو مکمل آزادی دیتی ہیں کہ وہ جو چاہیں، کریں۔ اس دوغلے پن کا خمیازہ والدین اور طلبا بھگت رہے ہیں۔

حیدرآباد میں بھی کم وبیش یہی صورتحال ہے، نوبت یہاں تک پہونچ چکی ہے کہ اسکول کی انتظامیہ فیس کی ادائیگی نہ ہونے پر امتحانات سے محروم کرنے کی دھمکیاں دیتی ہیں، اور کئی جگہ تو امتحان میں بیٹھنے ہی نہیں دیا گیا، والدین کی کسی مجبوری کو اسکول انتظامیہ سننے کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں۔ پرائیویٹ اسکولوں کی دلیل یہ ہے کہ تعلیمی مواد، انفرااسٹرکچر اور اساتذہ کی تنخواہیں بڑھ گئی ہیں، اس لئے فیسیں بھی بڑھانا ناگزیر ہے۔ لیکن اگر یہ سچ ہے تو پھر فیس کے اضافے کی تفصیلات شفاف انداز میں والدین کو کیوں نہیں دی جاتیں؟ کیوں ہر سال صرف ایک نوٹس کے ذریعے ان پر بوجھ ڈال دیا جاتا ہے؟ تعلیم اگر تجارت بن جائے تو انصاف، مساوات اور مواقع کی امید عبث ہے۔

سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ والدین اپنی محدود آمدنی کے باوجود ان اسکولوں کی فیسیں ادا کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ سرکاری اسکولوں کی حالت خستہ ہے۔ بدانتظامی، بدعنوانی اور تعلیمی معیار کی کمی نے انہیں غیر مؤثر بنا دیا ہے۔ تعلیم کے نام پر دو انتہائیں سامنے آتی ہیں، ایک طرف پرائیویٹ اسکولوں کی سرمایہ دارانہ ہوس ہے تو دوسری طرف سرکاری اسکولوں کی خستہ حالی۔ ان دونوں کے بیچ ہندوستان کا متوسط اور نچلا طبقہ پس رہا ہے۔ اب وقت آچکا ہے کہ ہم ”انمول تعلیم“ کے تصور کو بچانے کیلئے سخت اقدامات کریں۔ حکومتوں کو زبانی وعدوں سے نکل کر ٹھوس قانونی اور مالیاتی بندوبست کرنا ہوگا۔ نجی اسکولوں کیلئے فیسوں کی ایک حد طے کی جائے اور اس کی خلاف ورزی پر سخت سزائیں دی جائیں۔ اسکولوں کا سالانہ آڈٹ لازمی اور شفاف ہو، والدین کو باقاعدہ رپورٹ پیش کی جائے اور کسی بھی ناجائز فیس وصولی پر اسکول کی منظوری منسوخ کردی جائے۔

اگر حکومتیں اس لوٹ کھسوٹ پر خاموش رہیں تو انہیں والدین کی بددعائیں اور طلبا کے ٹوٹے خوابوں کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ تعلیم اگر کاروبار بن گئی تو کل کا ہندوستان علم سے نہیں، صرف دولت سے آراستہ ہوگا اور یہ کسی بھی قوم کے زوال کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ اب فیصلہ حکومتوں اور عوام دونوں کو کرنا ہے کہ تعلیم کو ”قیمتی“ بنانا ہے یا ”انمول“ رکھنا ہے۔

گزشتہ سال مشہور معاشی اخبار ”دی اکنامک ٹائمس“ نے اپنی ایک تحقیق کے بعد یہ انکشاف کیا تھا کہ ہندوستان میں تین سے سترہ سال کی عمر تک ہر بچے پر ہونے والا مجموعی تعلیمی خرچ ۳۰ لاکھ روپے تک پہنچ جاتا ہے۔ ہرچند کہ یہ خرچ چودہ سال کے طویل عرصہ میں آتا ہے مگر عام والدین کے لئے جن کی معاشی حالت خستہ ہوتی ہے، یہ بہت بڑا خرچ ہے۔ نجی اداروں کی تعلیم کے اس خرچ کے خلاف نہ تو حکومت متحرک ہوتی ہے نہ ہی والدین حرف شکایت زبان پر لانے کیلئے تیار ہوتے ہیں جبکہ ہونا یہ چاہئے کہ ایک تحریک بنے اور نجی اداروں کی کفالت بھی حکومت کی جانب سے ہو تاکہ اُنہیں والدین سے کچھ لینے کی ضرورت نہ پیش آئے اور اگر وہ کچھ لیں تو ایسا لین دین غیر قانونی قرار پائے۔ مہنگائی کے اس دور میں جب سبزی ترکاری خریدنا بھی کارے دارد ہوا اور لوگ باگ حوصلہ کرکے بازار جاتے بھی ہوں تو اشیاء کے دام سن کر اُن کی آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہو، تعلیم کو اتنا مہنگا نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا خمیازہ نچلے متوسط طبقے اور غریب طبقات کو سہنا پڑتا ہے جو مذکورہ رقم خرچ کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ اگر سرکاری اسکول قریب ہے تو انہیں فائدہ مل جاتا ہے مگر ایسا نہ ہو تو ان کیلئے بچوں کی تعلیم ایک ڈراونا خواب بن جاتی ہے۔ یہی وہ شے ہے جو بچوں کی تعلیم میں والدین کی دلچسپی کو محدود کردیتی ہے۔ کیا حکومت سرکاری وغیر سرکاری ہر ادارہ میں تعلیم کو ”صفر خرچ“ نہیں بنا سکتی؟ اگر ہم ۵ کھرب ڈالر کی اکنامی میں تبدیل ہونے کا خواب دیکھ رہے ہیں اور بہت سے مسائل کو فراموش کرکے اس بات پر خوش ہیں کہ ہم اس ہدف کی جانب تیزی سے بڑھ رہے ہیں تو یہ اچھی بات ہے مگر اسے پائیدار نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ ہم ہر بچے کیلئے اعلیٰ اور معیاری تعلیم کا ویسا بندوبست نہیں کررہے ہیں جیسا کہ اُس کا حق ہے۔

ایک تو یہ مسئلہ ہے، دوسرا یہ ہے کہ آج کل کچھ والدین کا مزاج بھی عجب ہوگیا ہے۔ وہ استطاعت نہ ہونے کے باوجود مہنگے تعلیمی اداروں میں بچوں کو داخل کروا کر نہ جانے کس کو کیا سمجھانا چاہتے ہیں۔ ایک اُردو اسکول جہاں مفت تعلیم ممکن ہے، اور اگر خرچ کرنا بھی پڑا تو وہ قابل برداشت ہوگا، اسکو کمتر جانتے ہوئے انگریزی اسکول کی راہ لینا کہاں کی دانشمندی ہے، جہاں نہ صرف یہ کہ فیس زیادہ ہوتی ہے بلکہ آئے دن کے متنوع اخراجات کیلئے بھی زیر بار ہونا پڑتا ہے۔ یہی نہیں، انگریزی اسکول کیلئے وقت سے کافی پہلے فارم پُر کرنا ہوتا ہے، والدین کا انٹرویو لیا جاتا ہے اور ننھے طالب علم کو بھی پرکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انگریزی والوں کے یہ سارے چونچلے وہ والدین بھی برداشت کرتے ہیں جن کی استطاعت مہنگی تعلیم کی نہیں ہوتی۔ اگر کسی خاندان کا ایک بچہ انگریزی میڈیم میں اور دوسرا (عموماً بیٹی کو اُردو اسکول میں داخل کرایا جاتا ہے) اُردو میڈیم میں ہے تو انگریزی کے ناجائز مطالبات پورا کرنے کیلئے والدین تیار ہوجاتے ہیں، اُردو میڈیم کے چند ایک جائز مطالبات کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ اہل اقتدار سے کچھ منوالینا نہایت مشکل کام ہے مگر اب تو عوام سے منوانا بھی مشکل ہوگیا ہے کیونکہ مزاج غیر معمولی طور پر بدل گیا ہے۔ کوئی سمجھائے کہ اردو اسکول میں کیا بُرائی ہے تو رٹی رٹائی چند باتیں اُن کی نوک زبان سے نکلتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے معاشرہ پر انگریزی بہتر ہے، انگریزی کے ذریعہ ترقی ممکن ہے کا پروپیگنڈہ اس حد تک اثر انداز ہوچکا ہے کہ اب ذہن کچھ سوچنے کے قابل نہیں رہ گیا ہے۔ یہ معاشرہ کا قصور ہے جس کے افراد جان بوجھ کر مہنگی تعلیم کا کڑوا گھونٹ خوشی خوشی حلق سے اُتار رہے ہیں۔

ہمارے ملک میں تعلیم مہنگی ہے اور وقت کے ساتھ زیادہ مہنگی ہوتی جارہی ہے۔ وہ کورسیز جو پُرکشش محسوس کئے جاتے ہیں، اُن کی فیس اور ماہانہ وسالانہ اخراجات بھی زیادہ ہیں جبکہ کم کشش رکھنے والے کورسیز کی فیس اور اخراجات نسبتاً کم ہیں۔ اگر کوئی طالب علم قانون کی تعلیم حاصل کرتا ہے تو اُسے اتنی رقم خرچ نہیں کرنی پڑتی جتنی انجینئرنگ اور میڈیکل کی تعلیم کیلئے۔ یہ صورتحال اپنے آپ میں افسوسناک ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے سسٹم نے تعلیم کو بھی اہم اور کم اہم بنا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم خواہ کسی شعبے کی ہو، تعلیم ہے جس کی قدر کی جانی چاہئے اور اس پر کوئی لیبل چسپاں نہیں کرنا چاہئے۔ جہاں تک تعلیمی اخراجات کا تعلق ہے، جیسا کہ کہا گیا، ان میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ دستیاب اعدادوشمار کے مطابق پرائمری کی سطح پر ایک طالب علم کو اوسطاً سالانہ ۶ ہزار روپے، سکینڈری میں ۹ ہزار روپے، ڈپلوما کیلئے ۱۲ ہزار، ہائر سکینڈری کیلئے ۱۳ ہزار، گریجویشن کیلئے ۱۴ ہزار، گریجویشن کے بعد ڈپلوما پر ۱۵ ہزار اور پوسٹ گریجویشن کیلئے ۱۸ ہزار روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اس رقم کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ۵۱ فیصد رقم ٹیوشن اور اکزام فیس پر، ۲۰ فیصد کتابوں بیاضوں وغیرہ پر، ۱۲ فیصد آمدورفت پر اور ۵ فیصد متفرقات پر خرچ ہوتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ٹیوشن اور اکزام فیس سے راحت مل جائے تو ایک طالب علم پر جو اوسطاً خرچ آتا ہے وہ نصف ہوجائے۔ اس سے حصول تعلیم میں آسانی اور سہولت ہوگی۔ حکومت کروڑہا کروڑ روپے دیگر مدوں پر خرچ کرتی ہے، کیا ٹیوشن اور اکزام فیس معاف نہیں کرسکتی؟ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ملک میں کسی بھی سطح کے طلبہ کا ایک روپیہ بھی حصول تعلیم پر خرچ نہ ہو۔ چونکہ ایسا نہیں ہے اور ہر طالب علم کو خرچ کرنا ہی پڑتا ہے اور جیسے جیسے وہ اعلیٰ درجات کی طرف بڑھتا ہے، اس خرچ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس لئے تعلیم بھی ایک طرح کا سودا ہوگیا ہے کہ طالب علم کو جتنا خرچ کرنا پڑتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ ڈگری حاصل ہونے کے بعد، خرچ شدہ رقم کو جلد سے جلد وصول کرلے۔ یہ بالکل غلط طرز عمل ہے مگر پچھلی دہائیوں میں اتنا مستحکم ہوا کہ کوئی اسے بُرا نہیں سمجھتا۔ آپ محسوس کرسکتے ہیں کہ یہ پورے سسٹم کا نقص ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے بعض شعبوں کو غیر معمولی شہرت اور کشش عطا کردی گئی جیسے اُن شعبہ جات کے علاوہ انسانی زندگی کو کسی دوسرے شعبے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا اس لئے کیا گیا کہ بااثر لوگوں نے ”عظیم الشان“ تعلیمی ادارے قائم کرکے تعلیم کو صنعت کا درجہ دے دیا تھا۔ اُنہوں نے سرمایہ کاری کی تھی اس لئے اُنہیں منافع چاہئے تھا۔ ایسے منافع کا ایک مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا ایک بار مل جانا کافی نہیں ہوتا۔ یہ سال بہ سال ملنا چاہئے۔ اس لئے فیس میں سال بہ سال اضافہ بھی ناگزیر ہوا۔ ڈونیشن کی وباء عام ہوگئی جو کبھی بلڈنگ فنڈ اور کبھی کسی دوسرے نام سے لی گئی۔ داخلے کے خواہشمندوں پر لازم تھا کہ وہ اس چکرویو کو سمجھتے مگر اُن کے سروں میں تو کچھ اور سمایا ہوا تھا۔ اُن کے والدین نے قرض لیا، دلالوں کو لاکھوں دیئے، کبھی داخلہ ہوگیا کبھی اُن کے ساتھ دھوکہ ہوا، اس کے باوجود سماج نے اس گورکھ دھندے کی حوصلہ شکنی نہیں کی۔ اس سے ظاہر ہے کہ تعلیم مہنگی ہوئی تو حکومت کا تجاہل عارفانہ اور بااثر افراد کی ہوس ہی ذمہ دار نہیں تھی، تعلیم کو تعلیم نہ سمجھنے بلکہ روپیہ کمانے کا ذریعہ سمجھ لینے کی غلط سوچ بھی اس کیلئے ذمہ دار تھی جس کیلئے سماج قصوروار تھا اور اب بھی ہے۔

سماج بیدار ہوتا تو فیس اور ڈونیشن کے نام پر مچنے والی لوٹ مار سے خود کو علاحدہ کرلیتا اور حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا کہ اُسے اعلیٰ اور پیشہ جاتی تعلیم کے ایسے اداروں کی ضرورت ہے جو مفت تعلیم دیں۔ یہ کام اب بھی ہوسکتا ہے، حیدرآباد سمیت ساؤتھ کے مختلف علاقوں اور شہروں میں مسلمانوں کی تعلیمی ترجیحات ڈاکٹروں کی تعلیم ہے، جسے پیسہ کمانے کا اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے، سوال یہ ہے کہ ملک کے موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اور ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئے؟ کیا ہم جوڈیشری، مقننہ اور انتظامیہ کی تعلیم کو اپنی ترجیحات میں شامل نہیں کرسکتے جس سے ملک کا نقشہ تبدیل ہوگا اور ملک میں انقلاب آئے گا، آنے والے کچھ برسوں میں ہم اسکے بہتر نتائج دیکھ سکیں گے، ڈاکٹروں کی تعلیم کے علاوہ ان شعبوں کو اپنی ترجیحات میں شامل کرنا وقت کا اہم تقاضہ ہے کیا ہم اسکے لئے تیار ہیں؟ ہمارا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اپنی اولاد کے لئے ہمیں ایسے ادارے کا انتخاب کرنا ہوگا، جہاں دین دارانہ ماحول کے ساتھ تربیت کا مناسب انتظام ہو، تاکہ ہم نئی نسل کو لادینیت اور مذہب بے بیزاری کے جراثیم سے بچاسکیں، لیکن یہ تھوڑا مشکل ہے کیونکہ ایسے ادارے کم ہیں، اسکے لئے ہمیں اپنے گھروں میں دینی ماحول پیدا کرنا ہوگا۔

(مضمون نگار معروف صحافی اور کل ہند معاشرہ بچاؤ تحریک کے جنرل سکریٹری ہیں)

حج یا پکنک: عبادات رسم تو پہلے ہی بن گئیں تھیں اب تفریح کا سامان بھی بن گئی ہیں

عبدالغفار صدیقی

مومن کی پوری زندگی عبادت ہے۔ بشرطیکہ وہ احکامات الٰہی کے مطابق ہو۔ امت میں دین کے صحیح تصور سے ناواقفیت کے سبب عبادت کا مفہوم بدل گیا ہے۔ موجودہ دور میں بیشتر مسلمان صرف چند افعال و اعمال کو ہی عبادت کہتے اور سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک نماز پڑھنا، قرآن کی تلاوت کرنا یعنی بغیر سمجھے پڑھنا، ذکر کرنا، ماہ مبارک میں روزے رکھنا، زکوۃ دینا اور حج کرنا وغیرہ ہی عبادت ہیں۔ تجارت کرنا، رزق حلال کمانا، جدید علوم حاصل کرنا، اہل وعیال کے حقوق ادا کرنا، کسی بیمار کی عیادت کرنا، قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے وقت لگانا وغیرہ اچھے کام تو ہیں لیکن ان کے نزدیک عبادات میں شامل نہیں ہیں۔

کلمہ شہادت کا اقرار کرکے ایک انسان خود کو اللہ کے حوالہ کردیتا ہے۔ یہ کلمہ اللہ اور بندے کے درمیان ایک معاہدہ بیع ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے:۔ ”اور ہم نے مومن کی جان اور اس کا مال جنت کے بدلہ خرید لیا ہے۔“ (سورہ توبہ آیت 111) اس معاہدے کی رو سے ایک مومن کا اختیار جان اور مال دونوں پر سے ختم ہوجاتا ہے اور وہ پابند ہوتا ہے کہ ان کا استعمال اس مالک کی مرضی کے مطابق کرے، جو انھیں جنت کے بدلہ خرید چکا ہے کیوں اصلاً اب وہی ان کا حقیقی مالک ہے۔

امت جن کو عبادات میں شمار کرتی ہے ان کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب صرف رسم و رواج بن کررہ گئی ہیں۔ ان میں سے عبادت کی روح نکل چکی ہے۔ کچھ الفاظ ہیں جنھیں طوطوں کی طرح ہم دہراتے ہیں، اور کچھ افعال ہیں جنھیں ہم جانے ان جانے کرتے ہیں۔ ہماری نمازیں کھیل اور تماشہ بن گئی ہیں۔ الفاظ کے معانی ومفہوم کی بات تو دور ہے، خود قیام، رکوع اور سجود کی ادائیگی کی صحت بھی مشکوک ہے۔ کچھ لوگ ہیں جو بغیر لب ہلائے سب کچھ پڑھ لیتے ہیں، اکثر لوگوں کی رفتار تلاوت خدا جانے کس قدر تیز ہے کہ ابھی کھڑے ہوئے اور پلک جھپکتے ہی سجدے میں پہنچ گئے۔ اطمینان وسکون کی کوئی جھلک دیکھنے کو نہیں ملتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چولہے پر ہانڈی چڑھا کر آئے ہیں۔ یہی حال دوسری عبادات کا بھی ہے۔ ان عبادات میں ایک عبادت حج ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مستطیع بندوں پر حج کیوں فرض کیا تھا؟ حج ہمارے اندر کیا تبدیلی پیدا کرتا ہے؟ حج کے دوران انٹرنیشنل اجتماع (قیام عرفہ) کی مصلحت کیا ہے؟ اس میں جو خطبہ دیا جاتا ہے اس کا مواد (conten) کیا ہونا چاہئے؟ حج میں احرام کی غایت ومصلحت کیا ہے؟ یہ لبیک لبیک کی صدا کیوں لگائی جارہی ہے؟ سعی کی زحمت کیوں اٹھائی جارہی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں۔ جن پر شاید ہی کہیں گفتگو ہوتی ہو۔ ذی قعدہ کا مہینہ شروع ہوتے ہی، مساجد میں فضائل اعمال سے فضائل حج کے حصہ کی خواندگی شروع کردی جاتی ہے۔ جس میں حج کے نام پر فرضی واقعات اور موضوع احادیث کا انبار ہے۔ بعض ملی و دینی جماعتوں کی جانب سے حج کیمپ لگائے جاتے ہیں، اس میں بھی صرف ارکان حج کی ادائیگی کی تعلیم پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ حجاج کو دی جانے والی حج گائڈ میں بھی ان سوالوں کے جوابات ندارد ہوتے ہیں۔ مقدسات حج کے فضائل اور تبرکات اس طرح بیان کیے جاتے ہیں کہ حج پر جانے والوں کے ذہن تک میں یہ سوالات پیدا نہیں ہوتے۔ جن لوگوں کے پاس وہ لٹریچر ہے جن میں ان سوالات کے جوابات ہیں وہ بھی خاموش تماشائی ہیں، یا لٹریچر کو خوب صورت الماریوں میں بند کرکے بیٹھے ہیں۔

حج بین الاقوامی اخوت کا داعی اور امت مسلمہ کے عالمی اتحاد کا مظہر ہے۔ ایک امام کے پیچھے مختلف مسالک کے لوگوں کا نماز پڑھنا ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ فروعی اختلافات کے باوجود ہم بھائی بھائی ہیں، لبیک لبیک کی صدائیں اور سفید احرام ہمیں

> حج بین الاقوامی اخوت کا داعی اور امت مسلمہ کے عالمی اتحاد کا مظہر ہے۔ ایک امام کے پیچھے مختلف مسالک کے لوگوں کا نماز پڑھنا ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ فروعی اختلافات کے باوجود ہم بھائی بھائی ہیں، لبیک لبیک کی صدائیں اور سفید احرام ہمیں رنگ، زبان، ملک اور علاقوں کے اختلاف کے باوجود سارے مسلمانوں کو ہم زبان وہم رنگ بنادیتا ہے۔ ایک ساتھ ارکان حج کی ادائیگی نقش دوئی کے ہر شائبہ کو ختم کردیتی ہے۔ حج بتاتا ہے کہ ہم سب ایک ہیں، ہمارا دین ایک ہے، ہمارا مرکز ومحور ایک ہے۔ ہماری زبان ایک ہے اور ہمارے سوچنے کا دھارا بھی ایک ہے، ہم دنیا کے کونے کونے سے آئے ضرور ہیں مگر ہماری منزل ایک ہے۔ دوران حج براہیمی آثار کا دیدار نمرودی قوتوں کے مقابلہ ہمیں حوصلہ وہمت عطا کرتا ہے۔ غار حرا کی روشنی شرار بولہبی سے ٹکرانے کی طاقت عطا کرتی ہے۔

رنگ، زبان، ملک اور علاقوں کے اختلاف کے باوجود سارے مسلمانوں کو ہم زبان و ہم رنگ بنادیتا ہے۔ ایک ساتھ ارکان حج کی ادائیگی نقش دوئی کے ہر شائبہ کو ختم کردیتی ہے۔ حج بتاتا ہے کہ ہم سب ایک ہیں، ہمارا دین ایک ہے، ہمارا مرکز ومحور ایک ہے۔ ہماری زبان ایک ہے اور ہمارے سوچنے کا دھارا بھی ایک ہے، ہم دنیا کے کونے کونے سے آئے ضرور ہیں مگر ہماری منزل ایک ہے۔ دوران حج براہیمی آثار کا دیدار نمرودی قوتوں کے مقابلہ ہمیں حوصلہ و ہمت عطا کرتا ہے۔ غار حرا کی روشنی شرار بولہبی سے ٹکرانے کی طاقت عطا کرتی ہے۔ یہ تو میں نے صرف چند فوائد کی طرف اشارہ کیا ہے، ورنہ حج کے سفر کے بے شمار فائدے ہیں۔ بقول مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ:

”کسی تحریک کے ہزاروں لاکھوں ممبر ہر سال دنیا کے ہر حصے سے کھچ کر ایک جگہ جمع ہوں اور پھر اپنے اپنے ملکوں کو واپس جائیں۔ ملک ملک اور شہر شہر سے گزرتے ہوئے اپنی پاکیزہ زندگی، پاکیزہ خیالات اور پاکیزہ اخلاق کا اظہار کرتے جائیں، جہاں جہاں ٹھیریں اور جہاں گزریں وہاں اپنی تحریک کے اصولوں کا نہ صرف زبان سے پرچار کریں، بلکہ اپنی عملی زندگی سے ان کا پورا پورا مظاہرہ بھی کردیں اور یہ سلسلہ دس بیس برس نہیں، بلکہ صدیوں تک سال بہ سال چلتا رہے۔۔۔۔۔ بھلا غور تو کیجیے کہ یہ بھی کوئی ایسی چیز تھی کہ اس کے فائدے پوچھنے کی کسی کو ضرورت پیش آتی؟ خدا کی قسم، اگر یہ کام صحیح طریقے پر ہوتا تو اندھے اس کے فائدے دیکھتے اور بہرے اس کے فائدے سن لیتے۔ ہر سال کا حج کروڑوں مسلمانوں کو نیک بناتا، ہزاروں غیر مسلموں کو اسلام کے دائرے میں کھینچ لاتا، اور لاکھوں غیر مسلموں کے دلوں پر اسلام کی بزرگی کا سکہ بٹھادیتا۔ مگر برا ہو جہالت کا، جاہلوں کے ہاتھ پڑ کر کتنی بیش قیمت چیز کسی بری طرح ضائع ہورہی ہے۔“ (خطبات حج)

مگر آج کل جو لوگ حج کو جارہے ہیں، ان میں سے بیشتر لوگ مقاصد حج سے ناواقف ہیں۔ زیادہ تر لوگ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی حج پر جارہے ہیں، کچھ اس لیے بھی جارہے ہیں کہ ان کے ماضی کے گناہ ختم ہوجائیں اور کچھ اس لیے بھی جارہے ہیں کہ گناہوں سے پاک ہوکر مزید گناہ کرنے کے مواقع میسر آجائیں، جس طرح ان باکس (INBOX) کے بھر جانے پر ہم اسے خالی کردیتے ہیں، شاید اسی طرح حج کرنے کے بعد گناہوں کا ان باکس خالی ہوجاتا ہے۔ چونکہ آپ اصل مقصد سے غافل ہیں اس لیے کعبہ میں موجود رہ کر بھی اللہ تعالیٰ کے جاہ و جلال کا کوئی اثر آپ پر نہیں ہے، احرام پہن کر بھی آپ کو اپنے عاجز و کمزور ہونے کا اندازہ نہیں، طواف کعبہ کے بعد بھی آپ پر خدا کی محبت غالب نہیں آتی، اگر ایسا ہی ہے تو آپ نے سفر کی زحمتیں کیوں برداشت کی ہیں، کیوں ایک خطیر رقم ضائع کی ہے؟

میں دیکھتا ہوں کہ حجاج کرام کی ایک بڑی تعداد موبائل سے ویڈیو بنا کر اپ لوڈ کررہی ہے، ریلیں بنائی جارہی ہیں، ان پر لائک اور کمنٹ سمیٹے جارہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ حج پر نہیں گئے ہیں بلکہ پکنک پر گئے ہیں۔ وہ سوشل میڈیا پر ہر روز نئی تصویر ڈال کر چاہتے ہیں کہ لوگ تعریف کریں، لوگ جان لیں کہ وہ حج کررہے ہیں، واپسی پر لوگ ان کو حاجی کے نام سے پکارنے لگیں۔ شاید ان کو اللہ تعالیٰ کے کیمروں پر یقین نہیں، شاید ان کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل خیر سے آگاہ ہو۔ دنیا میں شہرت کی طلب اور احباب سے داد وتحسین کی خواہش ان کو اجر وثواب سے محروم کرنے کے کافی ہے۔ ان کے چہرے کی بشاشت اور مسکراہٹ یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ وہ کعبۃ اللہ کے تقدس اور مقام سے ناواقف ہیں۔ وہ اپنی تاریخ سے بھی واقف نہیں ہیں، ان کو موجودہ حالات کی حساسیت کا بھی کوئی ادراک نہیں۔ اگر وہ ان باتوں کا علم رکھتے تو اتنی فرصت کہاں ملتی کہ ریلیں بنا بنا کر سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کرتے اور ہر کمنٹ کا جواب دیتے۔ اگر اپنے گناہ گار ہونے کا ذرا سا بھی شعور ہوتا تو ان کی آنکھیں اشک ندامت بہاتے بہاتے سرخ ہوگئی ہوتیں۔ ان کو اللہ سے محبت ہوتی تو یار دوست ہی نہیں، گھر بار اور اہل وعیال تک کو بھول جاتے۔ جن علائق دنیا کو چھوڑ کر فقیرانہ لباس میں وہ فرمانروائے کائنات کی بارگاہ میں گئے ہیں، اگر ان کو اندازہ ہوتا کہ وہاں سے کیا کیا بیش قیمت نعمتیں میسر آنے والی ہیں تو وہ خدا کی قسم کھانا، پینا، سونا، جاگنا تک بھول جاتے۔

میرے عزیزو! آپ خوش نصیب کہ بیت اللہ میں موجود ہیں۔ آپ کے لیے موقع ہے کہ اپنے رب کو راضی کرکے اپنے لیے ابدی راحتیں سمیٹ لیں، ایک ایک لمحہ آپ کا قیمتی ہے، اپنے وقت کا صحیح استعمال کیجیے۔ زیادہ تر وقت اللہ کی ذات اور اس کی صفات پر غور وفکر میں صرف کیجیے، اس کے مقام و منصب کو پہچانئے، اللہ سے اپنے تعلق کا جائزہ لیجیے، اس کو مستحکم اور پائیدار کیجیے۔ لذیذ کھانے تو آپ کو اپنے گھر بھی میسر تھے، وہاں آپ لذت وکام ودہن کی فکر نہ کیجیے، آپ کے پاس وقت کم ہے، چالیس دن کے اس سفر میں ہر اس شئی کو بھول جائیے جو اللہ کی یاد سے آپ کو غافل کردے۔ موبائل کا استعمال ہنگامی حالات میں کیجیے۔ روزانہ گھر والوں سے بات کرکے نہ آپ کو اجنبیت اور مسافرت کا احساس ہوگا نہ اہل خانہ کو آپ کی عدم موجودگی کا۔ حج کو عبادت ہی رہنے دیجیے۔ اس کو سیر وتفریح اور پکنک نہ بنایئے۔ مکہ و مدینہ کی ہر گلی سے اسلام کی تاریخ وابستہ ہے، کہیں آل یاسر کی چیخیں ہیں، کہیں بلال حبشی کی احد احد ہے، کہیں منافقین کی سازشیں ہیں، کہیں مشرکین سے نبرد آزمائی ہے، کہیں بدر واحد کا غبار ہے، کہیں صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کا نور ہے۔ قدم قدم پر باطل اور کفر سے کشمکش ہے۔ آپ کے اپنے ملک میں بھی یہی کچھ حالات ہیں۔ آپ وہاں سامان کی خریداری کرنے نہیں گئے ہیں کہ اپنا بیشتر وقت بازار میں لگا رہے ہیں، ہر قیمتی سامان آپ کے اپنے ملک میں دستیاب ہے۔ آپ وہاں اس لیے گئے ہیں کہ اپنے ایمان میں وہ قوت وطاقت پیدا کریں جو واپس آکر اپنے ملک اور معاشرہ میں، شیطانی قوتوں سے مقابلہ کے لیے ضروری ہے۔

9897334419

عید الاضحیٰ سے متعلق کانپور کمشنر کو عبدالقدوس ہادی نے میمورنڈم سونپا

کانپور (پریس ریلیز): قاضی ءشہر کانپور حضرت الحاج حافظ وقاری عبد القدوس ہادی نائب صدر جمعیۃ علماء اتر پردیش کی نمائندگی میں ایک نمائندہ وفد عید الاضحیٰ کے پیش نظر کانپور کمشنر اکھل کمار سے ملاقات کرنے پہنچا۔ جہاں قاضی ءشہر نے اس مقدس تیوہار کے پیش نظر شہر کو حاجت تمام ضروریات سے آگاہ کراتے ہوئے ایک محضر نامہ کمشنر کے حوالے کیا جس میں قاضی ءشہر نے بتایا کہ آئندہ ۷ / ۸ / ۹ / جون ۲۰۲۵ء بروز سنیچر، اتوار اور پیر کو عید الاضحیٰ کا تیوہار منایا جائے گا، جس میں ۷ / جون بروز سنیچر کو پورے شہر میں عید الاضحیٰ کی نماز صبح ادا کی جائے گی، لہٰذا ان تین دن کے تیوہار کے پیش نظر یہ مطالبہ کیا ہے کہ تیوہار سے قبل پورے شہر میں صفائی نظام کو درست کر لیا جائے، شہر میں عیدگاہوں ومساجد کے آس پاس اچھے طریقے سے صفائی کرائی جائے اور تیوہار سے قبل چونے کا چھڑکاؤ کرایا جائے، شہر کی عیدگاہوں کے راستوں میں اگر کہیں کوئی کھدائی کرائی گئی ہو تو اسے جلد از جلد پر کرا کر راستے کو ہموار کرا لیں، شہر میں عیدگاہوں اور مساجد کے باہر پانی کے ٹینکر رکھوانے کے انتظامات کرا لئے جائیں، مسجدوں وعیدگاہوں میں نماز کے وقت پولیس فورس کی معقول تعیناتی کی جائے، مخصوص ومصروف بازاروں اور بھیڑ بھاڑ والے علاقوں میں تحفظاتی انتظامات بڑھا دئے جائیں، رات کی گشت اور سی سی ٹی وی سے نگرانی کا نظام مضبوط کیا جائے تاکہ کسی بھی طرح کی کوئی بدامنی سے بچا جا سکے، عید الاضحیٰ کے دن بلا تخفیف ۲۴ / گھنٹے بجلی پانی کی خدمات بحال رکھا جائے، نماز کے وقت ٹریفک ڈائیورزن کا خاص خیال رکھا جائے، چونکہ عید الاضحیٰ کے موقع پر سنت ابراہیمی کو زندہ کرتے ہوئے تمام مسلمان چھوٹے بڑے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں لہٰذا قربانی کے بعد آلائش کو اُٹھوانے کا نگر نگم کے ذریعہ بہتر وموثر انتظامات کئے جائیں ساتھ ہی ساتھ شہر میں جگہ جگہ نگر نگم کے ذریعہ کوڑے دان وکنٹینر رکھوائے جائیں تاکہ جانوروں کے آلائش کا بآسانی تصفیہ ہو سکے۔ اس موقع پر انہوں نے خصوصی توجہ دیتے ہوئے کہا کہ شہر میں جانوروں کی خرید وفروخت کیلئے حلیم کالج گراؤنڈ، جاج مؤ کانپور، بابو پوروہ عیدگاہ اور مادھو باغ میں مویشی منڈی بھی لگائی جاتی ہے لہٰذا وہاں بھی سیکورٹی کے انتظامات پختہ کئے جائیں، ان بازاروں میں بھی پانی کے ٹینکر رکھائے جائیں تاکہ دور دراز سے آئے ہمارے کسان بھائیوں کو کسی قسم کی دقت نہ پیش آئے، اور علاقائی پولیس کو مطلع کیا جائے کہ کسی بھی منڈی میں کوئی بھی شہ زور کسی بھی قسم کی ناجائز وصولی نہ کر سکے، آخر میں ایک بہت ہی اہم وخاص مطالبہ یہ کیا گیا کہ دور دراز سے اس موقع پر کسان بھائی جو اپنے مویشی شہر میں فروخت کرنے کیلئے لاتے ہیں ان کی گاڑیوں کو نہ روکا جائے اس کیلئے سبھی تھانوں کو پیشگی اطلاع دے دی جائے، اگر کہیں روک بھی لی جاتی ہے تو پوچھ گچھ کر کے انہیں چھوڑ دیا جائے تاکہ انہیں بازار پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہو چونکہ سابقہ میں ایسا دیکھا گیا ہے کہ کچھ شر پسند سماج دشمن لوگ ایسے تجارتی گاڑیوں کو روک کر ڈرائیوروں وذمہ داروں سے مار پیٹ وصولی کرتے ہیں جس سے کسان کو ذہنی وجسمانی تکلیف کا سامنا ہوتا ہے واضح ہو کہ اس تیوہار سے ہمارے برادران وطن جو مویشی پروری سے وابستہ ہوتے ہیں انہیں بہت امید ہوتی ہے کہ وہ اس تیوہار میں اپنے مویشی کی اچھی قیمت شہر میں حاصل کر سکیں گے اور اپنے گھریلو ضروریات جیسے بیٹی کی شادی مکان کی تعمیر وغیرہ کاموں کو اچھے سے انجام دیں گے اس لئے ان کے جذبات کا بھی خاص خیال رکھا جائے۔ ان تمام نکات کو سننے کے بعد کانپور کمشنر اکھل کمار نے قاضی ءشہر کو یقین دہانی کرائی کہ جلد از جلد ان تمام نکات پر کام شروع کر دیا جائے گا اور شہر میں عید الاضحیٰ کا تیوہار پر امن ماحول میں کرائے جانے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ اس موقع پر وفد قاضی ءشہر کے علاوہ ماسٹر محمود رشید، مولانا عبد القادر قاسمی، مولانا مفتی اسامہ رحمٰن، مولانا مفتی عمر فاروق ہادی قاسمی وغیرہ موجود تھے۔

جمعیۃ علماء ضلع ہمیر پور کے زیر اہتمام نیکی اور خدمت خلق کی ایک روشن مثال

ہمیرپور، (پریس ریلیز) جمعیۃ علماء ضلع ہمیر پور کے زیر اہتمام آج یکم جون کو نظامی گیٹ، بڑا چوراہا، موڈہا پر ایک خدمت خلق کا جذبے سے سرشار پروگرام منعقد ہوا، جس میں سخت گرمی اور جھلستی دھوپ سے پریشان عوام الناس کے لیے شربت کا اسٹال لگایا گیا۔ اس موقع پر جمعیۃ علماء کے ارکان وعہدے داروں نے بلا تفریق مذہب وملت راہ گیروں، مسافروں اور عوام الناس کو ٹھنڈا صاف پانی اور شربت پیش کیا۔

اس کار خیر کی قیادت مولانا شکیل الدین ندیوی صدر جمعیۃ علماء ضلع ہمیر پور نے کی، جبکہ پروگرام کو کامیاب بنانے میں محمد انور (جنرل سکریٹری)، مولانا عبدالمتین (نائب صدر)، محمد ارشد خان (سکریٹری)، محمد ریحان (رکن) اور حافظ محمد طیب، استاد مدرسہ سیدنا ابوبکر صدیق، کمہریا نے سرگرم حصہ لیا۔ اس موقع پر جمعیۃ علماء کے تمام عہدیداران واراکین نے بھرپور شرکت کی اور خدمت خلق کے اس عمل کو اپنی دینی وملی ذمہ داری قرار دیا۔ پروگرام کی خاص بات یہ تھی کہ شربت پلانے کا یہ عمل بلا کسی امتیاز کے انجام دیا گیا، جو جمعیۃ علماء کے اس پیغام کو ظاہر کرتا ہے کہ انسانیت سے بڑھ کر کوئی مذہب نہیں۔ جمعیۃ علماء ضلع ہمیر پور کے اس عمل کو مقامی لوگوں نے خوب سراہا اور اسے گرمی کے اس موسم میں راحت کا ذریعہ قرار دیا۔ جمعیۃ علماء ضلع ہمیر پور کے ذمہ داران نے اس بات کا بھی عزم کیا کہ آئندہ بھی اسی طرح کے عوامی فلاحی پروگرام تسلسل کے ساتھ کیے جائیں گے تاکہ خدمت خلق کی یہ روایت قائم ودائم رہے۔

عید الاضحیٰ ہیلپ لائن

اسلامک سنٹر آف انڈیا، لکھنؤ

سوال: کیا قربانی کے حصے میں عقیقہ بھی کیا جا سکتا ہے؟
جواب: بڑے جانور میں سات حصے ہوتے ہیں اگر کوئی اس میں عقیقہ کا حصہ لیتا ہے تو درست ہے۔
سوال: کسی شخص نے قربانی کرنے کی منت مانی اور وہ کام بھی پورا ہو گیا تو کیا اس پر قربانی واجب ہو گئی؟
جواب: جی ہاں! واجب ہو گئی۔
سوال: قربانی کے جانور کی سینگ ٹوٹ گئی ہے تو اس پر قربانی ہو سکتی ہے۔
جواب: اگر ایک تہائی سے کم ٹوٹی ہوئی ہے تو قربانی ہو جائے گی۔
سوال: اگر کوئی شخص لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے قربانی نہ کر سکا تو اب وہ کیا کرے؟
جواب: قربانی کے حساب کے برابر قیمت غریب کو دینا واجب ہے۔
سوال: اگر خاندان مشترکہ ہو اور سب بھائی برسر روزگار اور صاحب نصاب ہوں تو کیا ایسی صورت میں سب بھائیوں کی طرف سے قربانی کی جائے گی یا صرف والد کی طرف سے؟
جواب: تمام بھائیوں کی طرف سے قربانی کی جائے گی۔

مسائل شرعیہ اکیڈمی کانپور

سوال: کسی دوسرے ممالک میں رقم بھیج کر قربانی کرانے کی کیا صورت ہوگی؟
جواب: جس آدمی پر قربانی واجب ہے، اگر وہ قربانی کیلئے رقم کسی اور ملک بھی بھیج دے اور کسی کو قربانی کرنے کیلئے کہہ دے، تو اس طرح رقم بھیج کر دوسرے ممالک میں قربانی کرنا درست ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں البتہ اتنی بات ضروری ہے کہ قربانی دونوں ممالک کے مشترکہ ایام میں ہوں، یعنی جس دن قربانی کی جائے گی وہ دن دونوں ممالک میں قربانی کا مشترکہ دن ہو، ورنہ قربانی درست نہیں ہوگی۔
سوال: کیا قربانی کی نیت سے خریدے ہوئے جانور سے دودھ نکالا جا سکتا ہے؟
جواب: قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کے بعد اس سے دودھ نکالنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا اور دودھ نکال لیا تو دودھ یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگا۔
سوال: قربانی کے جانور میں خارش ہونے پر کس حد تک قربانی جائز ہوگی؟
جواب: خارش والے جانور کی قربانی درست ہے، لیکن اگر خارش کی وجہ سے بالکل کمزور ہو گیا ہو یا خارش کھال سے گذر کر گوشت تک پہنچ گئی ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

غازی آباد میں روبوٹک سرجری کے بعد نوجوان کی موت

یشودا اسپتال میں لاش رکھ کر اہل خانہ نے کیا ہنگامہ

غازی آباد (ایجنسی): غازی آباد، اتر پردیش کے کوشامبی کے یشودا سپر اسپیشلٹی اسپتال میں ہرنیا کی روبوٹک سرجری کے بعد ایک 35 سالہ شخص کی موت ہو گئی۔ واقعے کے بعد اہل خانہ نے اسپتال کے احاطے میں ہنگامہ کھڑا کر دیا اور ڈاکٹر پر لاپرواہی کا الزام عائد کرتے ہوئے سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔ اس معاملے میں پولیس میں شکایت درج کرائی گئی ہے۔ متوفی نوجوان کا نام اجول ہے جو ہرنیا اور موٹاپے کا شکار تھا۔ اہل خانہ کے مطابق اجول نے 26 مئی کو ہرنیا کے لیے روبوٹک سرجری کروائی لیکن آپریشن کے دوران غلطی سے ان کی آنت کٹ گئی۔ ہسپتال انتظامیہ نے غلطی تسلیم کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ آپریشن کے دوران ہی اسے درست کر لیا گیا۔ تاہم، دو دن بعد، اجول کو پیٹ میں درد، سوجن اور سانس لینے میں دشواری کا سامنا کرنا شروع ہوا جس کے بعد انہیں آئی سی یو میں داخل کرایا گیا۔ 29 مئی کو پیٹ کی ایک اور سرجری کی گئی، جہاں آنت میں سوراخ اور انفیکشن پایا گیا۔ علاج کے دوران ان کی حالت بگڑ گئی اور 1-2 جون کی درمیانی رات 1:31 بجے ان کی موت ہو گئی۔

یشودا ہسپتال کی طرف سے جاری کردہ سرکاری بیان میں کہا گیا ہے کہ مریض بڑی رکاوٹ نال ہرنیا اور موٹاپے کی سنگین حالت میں مبتلا تھا۔ روبوٹک اسسٹڈ سرجری 26 مئی کو کامیابی کے ساتھ کی گئی اور مریض ابتدائی طور پر مستحکم تھا، لیکن آپریشن کے بعد کے مرحلے میں پرفوریشن پیریٹونائٹس (آنت میں سوراخ کی وجہ سے پیٹ کی سوزش اور انفیکشن) پیدا ہوا۔ بیان میں کہا گیا کہ ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم کی جانب سے ہر ممکن علاج فراہم کیا گیا تاہم انفیکشن اور ملٹی آرگن فیل ہونے کے باعث مریض کو بچایا نہیں جا سکا۔ ہسپتال نے اس واقعہ پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے اور لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ متوفی کے اہل خانہ کا الزام ہے کہ ڈاکٹروں کی لاپرواہی سے اجول کی موت ہوئی۔ انہوں نے قصوروار ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ لواحقین نے لاش اسپتال میں رکھ کر انصاف کا مطالبہ کرتے ہوئے احتجاجی دھرنا دیا۔ لواحقین کی جانب سے درج کرائی گئی شکایت کی بنیاد پر پولیس نے کیس کی ابتدائی تفتیش شروع کر دی ہے۔ ساتھ ہی محکمہ صحت کی جانب سے معاملے کا جائزہ لینے کا امکان بھی ظاہر کیا جا رہا ہے۔ فی الحال اس حوالے سے اسپتال انتظامیہ کی جانب سے کوئی اندرونی بیان جاری نہیں کیا گیا ہے۔

پیس کمیٹی کی نشست

سلطانپور (نامہ نگار): عید الاضحیٰ کے پیش نظر آج کوتوالی شہر میں پیس کمیٹی کی نشست منعقد کی گئی جسکی صدارت ایس ڈی ایم صدر روپن کمار دیودی نے کی۔ سی او سٹی پرشانت سنگھ اور نگر پالیکا چیرمین پروین اگروال بھی موجود رہے۔ پروین اگروال نے یقین دہانی کرائی کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر نگر پالیکا کی طرف ست ماضی کی روایات کے مطابق صاف صفائی کا نظم رہیگا اور ہمیشہ کی طرح یہ تیوہار آپسی بھائی چارگی اور محبت کے سائے میں منایا جائیگا۔ نگر پالیکا کی طرف سے قربانی کے جانوروں سے نکلنے والے فضلات کو اٹھانے اور انکو مطلوبہ مقام تک پہونچانے کا کام گزشتہ طریقوں کے مطابق کیا جائیگا۔ بجلی پانی کے کا بہتر انتظام رہیگا۔ شہر کوتوال دھیرج کمار نے کہا کہ قربانی کے مقام پر گڈھے بنائے جائیں تاکہ جانوروں کا خون بہے نہ نیز قربانی کی جگہ کو ڈھکا جائے۔ مولانا محمد عثمان قاسمی ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ اور مولانا محمد قسیم قاسمی امام جامع مسجد بیبیا نے قربانی کے تعلق سے اہم معلومات فراہم کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں پوری امید ہے کہ ضلع حکام ہمیشہ کی طرح ہم لوگوں کی سہولیات پر پوری توجہ دیں گے اور ہمارا تعاون کرینگے۔ اس پیس کمیٹی کی نشست میں شرکا کی تعداد بہت کم رہی جس پر نگر پالیکا چیرمین پروین اگروال نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سبھی لوگوں تک اطلاع پہونچانے میں کچھ کمی رہ گئی۔

دین اور سیاست الگ الگ نہیں: مولانا محمد احمد وارثی

سلطانپور (نامہ نگار): دین اور سیاست الگ الگ نہیں ہیں بلکہ سیاست دین کا ہی ایک حصہ ہے اگر دین کو سیاست سے نکال دیا جائے تو بقول علامہ اقبال سیاست چنگیزیت کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ مذکورہ خیالات کا اظہار مولانا محمد احمد وارثی پرنسپل جامعہ عربیہ سلطانپور نے گزشتہ شب موضع بھٹی جرولی میں ایک جلسہ بعنوان عظمت اولیا وعظمت مصطفےٰ کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے کیا۔ مولانا محمد احمد وارثی کہا کہ جس وقت مصلوں تک ہی محدود رہنے کا حکم تھا اہل اسلام نے مصلے آباد کئے اور جب جہاد وقتال کا حکم آیا تو اپنے لہو سے عرب کی زمیں لالہ زار کر دی۔ مولانا محمد احمد وارثی نے کہا کہ ہمارے نبیؐ کی شان یہ تھی آپؐ نے ایک طرف اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر سیاست کے وقار میں اضافہ کیا تو وہیں مصلے پر بیٹھ کر عبادات کے طور سکھائے۔ مولانا نے کہا کہ جس طریقہ پر نبی پاکؐ اور انکے خلفا نے دین وسیاست کو ساتھ ساتھ برتا وہی طریقہ ہمیں بھی اختیار کرنا ہوگا ایک مسجد کا امام جب تک اس نہج کی سیاست پر عمل نہیں کریگا جو عمل خلفا سکھلا کر گئے ہیں سیاست کو پاک نہیں کیا جا سکتا اور بغیر سیاست وسیاسی شعور کے دین کی حفاظت نہیں کی جا سکتی۔

تالاب میں نہا رہا بچہ پیڑ گرنے سے ہلاک

سلطانپور (نامہ نگار): اکھنڈ نگر تھانے کے تحت موضع دسؤ پور میں ایک دردناک واقعہ پیش آیا، ایک جب محمد غلام عمر چودہ برس ولد محمد عزیز موضع واقع تالاب میں نہا رہا تھا اسی وقت تالاب کے کنارے کا ایک درخت اسکے اوپر گر گیا جس کی زد میں آکر محمد غلام کی موت ہو گئی۔ واقعہ کی اطلاع پاکر موضع کے لوگوں نے بچے کو سی ایچ سی اکھنڈ نگر پہونچایا لیکن تب تک موت واقع ہو چکی تھی۔ بچہ کے گھر والوں نے پوسٹ مارٹم نہ کرانے کا فیصلہ لیا ہے اور پنچ نامہ کے بعد آخری رسوم ادا کر دی گئیں۔ غلام محمد دو بہنوں کے درمیان اکلوتا بھائی تھا۔ موضع والوں کے مطابق جے سی بی مشین سے تالاب کی مٹی نکالی گئی تھی جس ناطے پیڑ کی جڑیں کمزور ہو گئی تھیں اور وہ گر گیا۔ پورے گاؤں میں ایک ماتم بپا ہے۔

NATIONAL / INTERNATIONAL

’جنگ بند کرو، بھوک ہمیں نگل رہی ہے‘: جبالیہ کے شہریوں کا حماس پر زور

غزہ (ایجنسی): شمالی غزہ کے علاقے جبالیا کے شہریوں نے حماس سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ جنگ فوری طور پر ختم کرے۔ مقامی شہریوں نے کہا ہے کہ وہ عام لوگ ہیں، جنگ کے متحمل نہیں ہو سکتے اور ان کے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ وہ بے گھر ہو چکے ہیں اور ان کے پاس کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ ہی محفوظ علاقہ بچا ہے جہاں وہ سر چھپا سکیں۔ یہ اپیل ایسے وقت میں سامنے آئی ہے جب غزہ میں گذشتہ تقریباً بیس ماہ سے جاری جنگ کے خاتمے کے لیے ہونے والی بات چیت کسی ٹھوس پیش رفت سے محروم ہے۔ اسرائیل نے مارچ کے وسط میں چھ ہفتوں کی جنگ بندی کے بعد دوبارہ بھرپور فوجی کارروائی کا آغاز کر دیا تھا۔

ادھر حماس نے ہفتے کے روز کہا کہ وہ مشرق وسطیٰ کے لیے امریکی ایلچی اسٹیو وٹکوف کی پیشکش کو مسترد نہیں کرتی بلکہ اسے مذاکرات کی بنیاد کے طور پر قابل قبول سمجھتی ہے۔ تاہم اس نے وٹکوف کے مؤقف کو "غیر منصفانہ اور اسرائیل کی مکمل طرفداری کا عکاس" قرار دیا۔ جوابی بیان میں حماس نے یرغمال بنائے گئے دس زندہ افراد اور اٹھارہ جاں بحق افراد کی باقیات کی واپسی کا شیڈول تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا تاکہ یہ رہائی 60 دن کی جنگ بندی کے دوران چھ مرحلوں میں مکمل ہو۔ حماس نے مزید مطالبہ کیا کہ اسرائیلی فوج مکمل طور پر ان پوزیشنز تک واپس چلی جائے جہاں وہ مارچ میں گذشتہ جنگ بندی کے اختتام سے قبل موجود تھی۔ ساتھ ہی اس نے امریکہ سے جنگ کے مکمل خاتمے کی ضمانت طلب کی جو مذاکرات میں سب سے بڑا اختلافی نکتہ بن گیا ہے۔

امریکی ایلچی وٹکوف نے حماس کے جواب کو مکمل طور پر ناقابل قبول قرار دیا۔ ایک سوشل میڈیا بیان میں انہوں نے کہا: "حماس کو ہماری پیشکش قبول کرنی چاہیے تاکہ آئندہ ہفتے سے مذاکرات شروع کیے جا سکیں"۔ وٹکوف کی تجویز میں دس زندہ یرغمالیوں اور اٹھارہ جاں بحق افراد کی باقیات کو دو مراحل میں رہا کرنے کی بات کی گئی تھی، اس کے بدلے میں اسرائیلی جیلوں میں قید کچھ فلسطینیوں کی رہائی کی تجویز دی گئی تھی۔ دوسری جانب غزہ میں انسانی بحران شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کی ایجنسیوں کے مطابق اب تک جو امدادی ٹرک غزہ میں داخل ہوئے ہیں، وہ صرف نو فیصد انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہیں۔

فلسطینی موقف سخت ترین حالات میں بھی اندرونی اصلاحات کے راستے پر قائم ہے: سعودی وزیر خارجہ

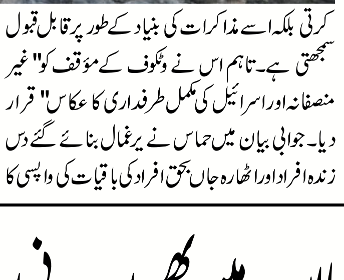

ریاض (ایجنسی): بیت المقدس میں اسرائیلی اقدامات کے تناظر میں اردن میں غزہ کی صورتِ حال پر بلائے گئے "عرب-اسلامی وزارتی کمیٹی" کے غیر معمولی اجلاس کے موقع پر سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان نے العربیہ سے گفتگو کی۔ انھوں نے زور دیا کہ عالمی برادری کو فلسطینی موقف کی حقیقت کو دیکھنا چاہیے، جو اندرونی امور میں اصلاحات کے عمل کو سخت ترین حالات میں بھی جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کا مقصد سب سے پہلے فلسطینی عوام اور بعد ازاں اپنے ہمسایوں اور عالمی برادری کے سامنے اپنی ذمہ داریوں کو نبھانا ہے۔

سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ فلسطینیوں کے حقوق کے مقابل اسرائیلی عہد (وعدہ) کہاں ہے؟ انھوں نے مزید کہا "ہم صرف تشدد دیکھ رہے ہیں، اور غزہ میں صرف نسل کشی کی جنگ جاری ہے، جب کہ مغربی کنارے میں ایسے مسلسل اقدامات دیکھنے میں آ رہے ہیں جن کا مقصد بظاہر فلسطینی قضیے کو کمزور کرنا ہے۔" انھوں نے اپنی حکومت کے اس موقف کو دہرایا کہ جو ممالک اس نظریے کے حامی ہیں کہ اس قضیے کا واحد حل دو ریاستی حل ہے، تو انھیں اس نظریے کی عملی حمایت بھی کرنی چاہیے، مثلاً فلسطین کو بطور ریاست تسلیم کرنا چاہیے۔ اسی تناظر میں سعودی وزیر خارجہ نے اس بات پر زور دیا کہ اسرائیل کی جانب سے "عرب-اسلامی وزارتی کمیٹی" کو فلسطینی شہر رام اللہ میں داخل ہونے سے روکنا، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسرائیل عالمی موقف کو کس قدر سمجھتا ہے، اس مسئلے کے حل کے لیے متبادل راہیں ہونی چاہئیں۔ انھوں نے اس امر کی اہمیت پر بھی زور دیا کہ جو ممالک علانیہ طور پر یہ موقف رکھتے ہیں کہ عرب-اسرائیلی اور فلسطینی تنازع کا واحد حل دو ریاستی حل ہے، انھیں اس مؤقف کے ساتھ کھڑے ہو کر فلسطین کو تسلیم کرنا چاہیے، تاکہ اسرائیل کو ایک واضح پیغام دیا جا سکے۔ سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان نے العربیہ سے خصوصی گفتگو میں یہ بھی کہا کہ اسرائیل سے متعلق یورپی موقف ناکافی ہے۔ انھوں نے کہا "ہم عرب اور مسلمان ہیں، اور ہم کسی بھی حل کو قبول نہیں کریں گے سوائے ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے۔" واضح رہے کہ "عرب - اسلامی مشترکہ وزارتی کمیٹی" غزہ کے حوالے سے رام اللہ کا دورہ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی، لیکن اسرائیل کی طرف سے وفد کو مقبوضہ مغربی کنارے کی فضائی حدود میں داخل ہونے سے روکنے کے بعد اس دورے کو مؤخر کر دیا گیا۔ یہ اطلاع اردنی وزارت خارجہ کے ایک بیان میں دی گئی۔

اس سے قبل سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان اردن پہنچے تھے تاکہ "عرب-اسلامی مشترکہ سربراہی اجلاس" کی بنائی گئی وزارتی کمیٹی کے اس غیر معمولی اجلاس میں شرکت کریں، جس کا مقصد غزہ میں جنگ ومحاصرے کے خاتمے کی کوششوں کی حمایت کرنا ہے۔ یہ اجلاس کمیٹی کے جاری دوروں کا حصہ ہے۔ شہزادہ فیصل بن فرحان نے اردن کے فرماں روا شاہ عبداللہ دوم سے ملاقات کو بھی اہم قرار دیا اور کہا کہ اس ملاقات میں فلسطینی قضیے سے متعلق امور پر گفتگو ہوئی۔ عمان میں ایک پریس کانفرنس کے دوران انھوں نے بتایا کہ "کمیٹی نے صدر محمود عباس کی جانب سے کی جانے والی اصلاحات کے ایجنڈے کو سراہا ہے"۔ مزید یہ کہ فلسطینی اتھارٹی ایک ایسے فریق کا سامنا کر رہی ہے جو کسی بھی حل کا خواہاں نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ فلسطینی اتھارٹی اپنی ذمہ داریاں نبھا رہی ہے، معاہدوں کی پابند ہے، اور اس بحران میں ایک معقول فریق ہے۔

ترقیاتی منصوبوں کے ساتھ مرکز نالج سٹی ٹیم متحدہ عرب امارت پہونچی

کالی کٹ (عبدالکریم امجدی) مرکز نالج سٹی کوزی کوڈ کے تعاون سے اختراعی بزنس ایسوسی ایشین کی ٹیم تجارت اور صنعت کے شعبوں میں متحدہ عرب امارت میں رہنے والوں پائیدار کاروباری، ترقیاتی منصوبوں کے ساتھ دبئی پہونچی۔ وہ محفوظ اور پائیدار پروجیکٹس اور کاروباری شراکت داروں کیلئے بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ جنہوں نے پہلے ہی تعلیم، تکنالوجی، صحت، ہوٹل، سیاحت، تعمیرات اور انتظام کے شعبوں میں کام کرنے والے متعدد کاروباری منصوبوں میں سرمایہ کاری کر رکھی ہے۔ مرکز نالج سٹی میں کاروباری اداروں کے سرمایہ کاروں کے ساتھ ترقی کے مواقع کھولنے اور برانڈنگ اور مارکیٹنگ کے شعبوں میں اختراعی منصوبوں پیش کرنے کے مقاصد ٹیم کے کاروباری IBA کے ساتھ دوسرے دن ماہرین دبئی پہونچے۔

یہ گروپ دبئی، ابوظہبی، شارجہ میں ہونے والی مختلف تقریبات میں شرکت کر رہا ہے، وفد میں آئی بی اے کے چیئرمین اور دجلہ ویلی کے مینیجنگ ڈائیریکٹر ڈاکٹر محمد شریف آئی بی اے کے کنوینز اور فیرن ہوٹل کے مینیجنگ ڈائیریکٹر حبیب رحمٰن، ایمر مینیجنگ ڈائریکٹر محمد مامون ودیگر اہم عہدیداران شامل رہے۔

مار پیٹ میں زخمی ہوئے شخص کی دوران علاج موت

سلطانپور (نامہ نگار): تھانہ کڑوار کے تحت واقع موضع بسین پور پانڈے پور مقیم کالی پرساد عمر اکیاون برس ولد شودرشن مقامی بازات میں نائی کی دکان کر کے گزر بسر کرتا تھا۔ گزشتہ اٹھائیس اپریل 2025 کو دکان کے قریب ہی مہی لال نام کے شخص سے اسکی کہاسنی ہو گئی تھی جس میں مہی لال اور اسکے ساتھیوں موہن لال اور کوئی نے کالیکا پرساد پر حملہ کر دیا اور جس ناطے کالیکا پرساد کو خاصی چوٹیں آئی تھیں اور داہنا ہیر بھی ٹوٹ گیا تھا کالیکا پرساد کو پہلے سی ایچ سی مسافر خانہ داخل کرایا گیا تھا وہاں سے ضلع اسپتال سلطانپور ریفر کر دیا گیا تھا جہاں سے علاج کے بعد سولہ مئی کو گھر بھیج دیا گیا لیکن گزشتہ 30 مئی کو کالیکا پرساد کی طبیعت پھر خراب ہو گئی اسے پھر ضلع اسپتال سلطانپور لایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے اسکو مردہ قرار دے دیا۔ کالیکا کی بیوی دیپا دیوی نے بتایا کہ کالیکا کے ساتھ ہوئی مار پیٹ کی اطلاع کڑوار تھانے میں دی گئی تھی لیکن کوئی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔ اسکے انتقال کے بعد تھانہ صدر کڑوار امت کمار مشرا نے اسپتال پہنچ کا لاش کو اپنے قبضہ میں لیتے ہوئے پوسٹ مارٹم کے لئے بھیج دیا ہے۔ تھانہ صدر کڑوار نے کہا کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ آنے کے بعد آگے کی قانونی کارروائی کی جائیگی۔

غالب اکیڈمی میں ماہانہ نثری نشست کا انعقاد

نئی دھلی (ایجنسی): گزشتہ روز غالب اکیڈمی نئی دہلی میں ایک نثری نشست کا انعقاد کیا گیا۔ اس کی صدارت حلیمہ عزیز یونیورسٹی امپھال کے چانسلر ڈاکٹر سید اقبال احمد نے کی۔ ان کے نانا پروفیسر سید محمد حسن پٹنہ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے صدر تھے۔ ان کے گھر ہندستان کے اردو فارسی کے اساتذہ قیام کرتے تھے۔ اسی ماحول میں ان کی تربیت ہوئی۔ اس موقع پر سید اقبال احمد نے کہا کہ میں دلی اکثر آتا رہتا ہوں اور یہاں بہت سے پروگراموں میں شریک ہوتا رہا ہوں۔ غالب اکیڈمی کی ماہانہ نشستوں میں شرکت کر کے بہت خوشی کا احساس ہوتا ہے۔ یہاں اردو اور ہندی کے قلم کار اپنی تخلیقات پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر باورا من نے اپنی کہانی ہندی میں پیش کی۔ جس کا عنوان تھا کاغذ کا ٹکڑا۔ سرتاج سینہ، شگفتہ سلیم نے اپنی کہانیاں اردو میں پیش کیں۔ یہ تخلیقات سننے میں ایسی تھیں کہ انہیں آپ چاہیں تو اردو کہیں یا ہندی یہاں زبان کی تفریق ختم ہو جاتی ہے ایسے ادب کا ظہور میں آنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر جناب اسعد اللہ نے "برصغیر کارومانوی شاعر احمد فراز کی نظم محاصرہ کا جائزہ" کے عنوان سے اپنے مقالے میں کہا کہ احمد فراز کی شاعری متاع ہستی، غزلوں کا پھول اور نظموں کے نوحے بیک وقت انسانی زندگی اور ان میں پیش آنے والے مسائل کے ترجمان ہیں۔ ڈاکٹر شاداب تبسم نے اپنا مقالہ سائنس داں خواتین کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر عقیل احمد نے حشمت بھاردواج کے شعری مجموعے سفر میں ہوں پر بولتے ہوئے کہا کہ حشمت بھاردواج دور حاضر کے ایسے شاعر ہیں جنہوں نے استاد اور شاگردی کے رشتے کی روایت کی تجدید کی۔ ہندی میں لکھنے کے ساتھ ہی اردو کی تعلیم حاصل کی اردو شاعری کی باریکیوں کو سمجھنے کی کوشش کی۔ ان کی شاعری اردو کی بھی ہے اور ہندی کی بھی ہے۔ اس موقع پر ہندی کے مشہور شاعر اور ادیب پروین ویاس نے کہا کہ یہاں آج کل کے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے یہ بہت اہم بات ہے۔ اس موقع پر انہوں نے گوپال داس ویاس کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر جناب شوکت مفتی نے بتایا کہ حکیم عبدالحمیدؒ نے تعلیم کے میدان میں بے شمار کام کئے ہیں۔ ایک نئی اسکالڈ یونیورسٹی جلد ہی کھولی جائے گی۔ محترمہ گلزار مرزا نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تنظیم معذوروں کو وہیل چیئر تقسیم کرتی ہے ہم خواتین کی فلاح وبہبود کے لیے کام کرتے ہیں۔ مجھے ادبی جلسوں میں شرکت کرنا اچھا لگتا ہے یہاں خواتین کو بھی موقع ملتا ہے اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ اس موقع پر متین امروہوی، کمال الدین اور دیگر معزز حضرات نے نشست میں شرکت کی۔

"لوہیا نامہ" میں چھپے ہوئے مضامین اور مراسلات میں ظاہر کئے گئے خیالات سے ایڈیٹر، نیوز ایڈیٹر، پرنٹر، پروپرائٹر کا متفق اور جواب دہ ہونا ضروری نہیں ہے، اس اخبار سے متعلق کوئی بھی قانونی کارروائی صرف لکھنؤ کی مجاز عدالت یا فورم میں کی جاسکتی ہے۔
قارئین کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اخبار میں شائع ہونے والے کسی بھی اشتہار کے سلسلہ میں اخراجات، معاملات یا لین دین کرنے سے قبل ذاتی طور پر اطمینان کر لیں۔ آپ کا محبوب روزنامہ اشتہارات میں شائع ہونے والے مود کی حقانیت اور دعووں کی سچائی سے قطعی واقف نہیں ہوتا۔ مشتہرین جو بھی مواد اور دعوے مشتہر کرتے ہیں ان کی ادارہ تائید یا توثیق نہیں کر سکتا، لہٰذا ان کے تعلق سے ادارہ لوہیا نامہ کے مالک، پرنٹر، پبلشر اور ایڈیٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ (ادارہ لوہیا نامہ)

روزنامہ لوہیا نامہ، پرنٹر، پبلشر وپروپرائٹر: جاوید احمد نے دکشتا آفسیٹ 105/128، پھولباغ، کھٹیانہ حسین گنج، لکھنؤ (یوپی)-01 سے چھپوا کر 155/239 بھیڑی منڈی، مولوی گنج لکھنؤ شائع کیا، ایڈیٹر: جاوید احمد
PRINTER, PUBLISHER & OWNER : JAVED AHMAD PRINTED AT: DAXITA OFFSET 105/128 PHOOLBAGH, KHATIYANA HUSAINGANJ, LUCKNOW (U.P.)-01 AND PUBLISHED FROM-155/239 bhedi mandi molvi ganj, Lucknow (U.P.)-226018, EDITOR:JAVED AHMAD,
Mob. 9999422966 Phone:0522-4332403 E-mail:lohiyanama84@rediffmail.com, Website:www.lohianama.com

لوھیا نامہ
URDU DAILY LOHIA NAMA LUCKNOW
Tuesday 03 June, 2025

LUCKNOW CITY
E-mail lohianama@gmail.com, Website www.lohianama.com

بی جے پی حکومت میں نے بجلی کے نظام کو برباد کردیا ہے: اکھلیش

غیر اعلانیہ بجلی کٹوتی سے عوام پریشان، حکومت نے عوام کے مفاد میں کوئی کام نہیں کیا

لکھنؤ (ایجنسی): سماج وادی پارٹی کے قومی صدر اور سابق وزیراعلیٰ اکھلیش یادو نے کہا ہے کہ بی جے پی حکومت نے بجلی کے نظام کو برباد کردیا ہے۔ اس حکومت نے اپنے آٹھ سالہ دور میں بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لیے کوئی نیا پاور پلانٹ نہیں لگایا۔ آج عوام کو جتنی بھی بجلی مل رہی ہے، سماج وادی حکومت نے پاور پلانٹس اور بجلی پیدا کرنے کا کام کیا تھا۔ مسٹر اکھلیش یادو نے کہا کہ بی جے پی حکومت میں بجلی کی پیداوار بڑھانے کا کوئی کام نہیں کیا جا رہا ہے اور ٹرانسمیشن اور ٹرانسفارمر اڑا رہے ہیں۔ تاریں گر رہی ہیں۔ غیر اعلانیہ کٹوتیاں کی جارہی ہیں۔ دیہی علاقوں اور چھوٹے شہروں میں عام لوگ بجلی کی بندش سے پریشان ہیں۔ بی جے پی حکومت نے عوام کے مفاد میں کوئی کام نہیں کیا۔ عوام کو بجلی اور پانی کے مسائل کا سامنا ہے۔ عوام مدد کے لیے پکار رہی ہے۔ عوام میں غصہ ہے۔ لوگ مختلف مقامات پر ذیلی مراکز پر حکومت کے خلاف اپنے غصے کا مظاہرہ کررہے ہیں۔

مسٹر اکھلیش یادو نے کہا کہ بی جے پی حکومت بجلی کے نظام کو بہتر کرنے کے بجائے پاور کارپوریشنوں کو بیچنے اور ان کی نجکاری کرنے کے تمام حربے اپنا رہی ہے۔ بجلی کی پیداوار بڑھانے اور تقسیم کے نظام کو بہتر کرنے کے بجائے حکومت کی توجہ ملازمین کو ڈرانے دھمکانے اور محکمے کی زبردستی نجکاری پر مرکوز ہے۔ بی جے پی حکومت کی پوری توجہ کمیشن لینے پر ہے۔ محکموں کو بیچنا اور بدلے میں کمیشن لینا حکومت کا واحد مقصد ہے۔

مسٹر اکھلیش یادو نے کہا کہ بی جے پی حکومت اب تک کی سب سے بدعنوان حکومت ہے۔ اس حکومت میں کرپشن اور لوٹ مار اپنے عروج پر ہے۔ بی جے پی حکومت نے بجلی سمیت پورے نظام کو تباہی کے دہانے پر پہنچادیا ہے۔

دوسری جانب سابق وزیراعلیٰ اکھلیش یادو نے کہا ہے کہ لکھنؤ کے گومتی ریور فرنٹ پر سماج وادی پارٹی کی طرف سے بنائے گئے عام لوگوں کی صحت مند تفریح کے لیے جیٹ سکینگ کی خوشی اس وقت مزید بڑھے گی جب دریائے گومتی جو کہ بی جے پی حکومت کی لاپرواہی کی وجہ سے آلودہ ہو چکی ہے، بی جے پی کے رنگ برنگے رنگوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکے گی۔ کوئی بی جے پی حکومت کو سمجھائے کہ خوبصورتی پاکیزگی سے شروع ہوتی ہے۔

مسٹر اکھلیش یادو نے کہا کہ سچائی یہ ہے کہ بی جے پی والے اپنے گھر والوں کی خوشی نہیں دیکھ سکتے۔ اسی لیے جب سماج وادی پارٹی نے عام خاندانوں کی زندگیوں میں ریور فرنٹ کی خوشی لانے کی کوشش کی تو بی جے پی نے تحقیقات کے نام پر گومتی ریور فرنٹ کی ترقی کو روک دیا۔ جب بدنیتی پر مبنی تحقیقات سے بھی کچھ نہ نکلا تو بی جے پی لیڈروں نے تحقیقات کے بعد تفتیش کا کھیل شروع کردیا۔ بہتر ہوگا کہ بی جے پی حکومت اپنے دور اقتدار میں چوری ہونے والے غیر ملکی چشموں کی تحقیقات کرے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دریا میں ڈوب گئے یا آسمان نگل گیا۔ یہ چشمہ گومتی ریور فرنٹ پر نصب کرنے کے لیے سماج وادی حکومت نے درآمد کیا تھا۔ اس کی تنصیب سے سیاحوں کی خوشی میں اضافہ ہوتا۔

اگر اتر پردیش کی بی جے پی حکومت نے سماج وادی حکومت کے تحت ہونے والے ترقیاتی کاموں کو صحیح طریقے سے آگے بڑھایا ہوتا تو غیر ملکی مہمانوں کے لیے جھولے سابرمتی کے کنارے پر نہیں بلکہ یہاں گومتی کے کنارے لگائے جاتے کیونکہ گومتی ریور فرنٹ کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔

مسٹر اکھلیش یادو نے کہا کہ انہیں امید ہے کہ اس پر زور تبصرہ کو پڑھنے کے بعد لکھنؤ کے لوگ یہ اعلان کریں گے کہ گومتی ریور فرنٹ ملک کا بہترین ریور فرنٹ ہے اور کوئی بھی آ کر اسے دیکھ سکتا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں، میں آپ سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ موقع پر اور وقت پر تحقیقات کروائیں کیونکہ 2027 میں تحقیقات ہونا یقینی ہے۔

مسٹر یادو نے کہا کہ بی جے پی حکومت میں ہر کام میں بدعنوانی ہوئی ہے۔ بی جے پی حکومت صرف ندیوں کی صفائی کا ڈرامہ کرتی ہے۔ بی جے پی دریائے گنگا کی صفائی کو لے کر صرف گمراہ کرتی ہے۔ صفائی کے نام پر ہزاروں کروڑ روپے بٹورے گئے لیکن دریائے گنگا کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ بی جے پی حکومت نے ندیوں کے تقدس کو پامال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ بی جے پی کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

پولیس اہلکار پر حملہ

لکھنؤ (ایجنسی) رام منوہر لوہیا انسٹی ٹیوٹ کے پاس ایک دکان پر دوا بدلنے گئے پولیس اہلکار پر دوشہ زوروں نے حملہ کردیا۔ حملہ میں متاثرہ کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ متاثرہ پولیس اہلکار کی تحریر پر وبھوتی کھنڈ پولیس نے رپورٹ درج کرلی ہے۔ بی بی ڈی واقع لکشمی سٹی میں سنیل سنگھ کنبہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ سنیل نے بتایا کہ جمعہ کی شام کو رام منوہر لوہیا انسٹی ٹیوٹ کے پاس واقع اودھ میڈیکل اسٹور پر دوا بدلنے کیلئے گیا تھا۔ دکان پر بیٹھا شخص دوا بدل رہا تھا۔ متاثرہ کے مطابق انھوں نے دکان پر بیٹھے شخص کو اپنا تعارف دیا کہ وہ پولیس محکمہ میں نوکرتا ہے۔

قربانی کرتے وقت نہ تو فوٹو لی جائے اور نہ اس کو سوشل میڈیا پر اپلوڈ کیا جائے

اسلامک سنٹر آف انڈیا نے عیدالاضحیٰ کے سلسلے میں ایڈوائزری جاری کی

لکھنؤ (پریس ریلیز) اسلامک سنٹر آف انڈیا فرنگی محل کے چیرمین مولانا خالد رشید فرنگی محلی امام عیدگاہ و قاضی شہر لکھنؤ نے عیدالاضحیٰ کے سلسلے میں درج ذیل ایڈوائزری جاری کی ہے:

۱- عیدالاضحیٰ میں ہر صاحب حیثیت مسلمان پر قربانی کرنا واجب ہے۔
۲- عیدالاضحیٰ کے ۳ دنوں (۱۰/۱۱/۱۲ ذی الحجہ مطابق ۷/۸ اور ۹ جون ۲۰۲۵ء) میں قربانی کرنا کوئی رسم نہیں بلکہ رب کائنات خدائے ذوالجلال کی پسندیدہ عبادت ہے۔ یہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی سنت ہے۔ اس کا بدل کوئی دوسرا نیک عمل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے تمام صاحب نصاب مسلمان قانونی دائرے میں رہتے ہوئے قربانی کے فریضے کو ضرور انجام دیں۔
۳- ہمیشہ کی طرح انہی جانوروں کی قربانی کی جائے جن پر کوئی قانونی بندش نہیں ہے۔
۴- قربانی والی جگہوں پر صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام کیا جائے۔
۵- کھلی جگہ یا سڑک کے کنارے، گلی اور عوامی جگہوں پر ہرگز قربانی نہ کی جائے۔
۶- جانوروں کی آلائش اور فضلات (Waste) راستوں یا عوامی جگہوں پر نہ پھینکیں بلکہ نگر نگم کے کوڑے دانوں ہی کا استعمال کریں۔
۷- قربانی کے جانوروں کا خون نالیوں میں نہ بہائیں۔ ایسا کرنا مذہبی اعتبار سے ناپسندیدہ ہے اور حفظان صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس کو کچی زمین میں دفن کردیں تاکہ وہ پودوں اور درختوں کی کھاد بن سکے۔
۸- جانور کے گوشت کی تقسیم اچھی طرح پیک کرکے کی جائے۔
۹- گوشت کا تہائی حصہ غریبوں اور ضرورت مندوں کو ضرور دیا جائے۔
۱۰- قربانی کرتے وقت نہ تو فوٹو لی جائے، نہ ویڈیو بنائی جائے اور نہ اس کو سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کیا جائے۔
۱۱- جانوروں کی کھالیں راہِ خدا میں صدقہ کریں۔
۱۲- عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد سخت گرمی سے راحت، اپنے اہل وعیال کے ساتھ ساتھ ملک کی تعمیر و ترقی، امن وامان اور سرحدوں پر تعینات فوجیوں کے لیے خصوصی دعائیں کریں۔

بار بار کیوں دھوکہ کھا رہے ہو میاں، چندر شیکھر نے مسلمانوں سے کی ساتھ آنے کی اپیل

لکھنؤ (ایجنسی): آزاد سماج پارٹی (کانشی رام) کے سربراہ اور نگینہ کے ایم پی چندر شیکھر نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اب ان پر بھروسہ کریں۔ اتوار کو لکھنؤ کے کنونشن سینٹر میں منعقدہ دانشوروں کی کانفرنس کے دوران چندر شیکھر نے کہا کہ میاں آپ بار بار دھوکہ کیوں کھا رہے ہیں؟ میرے ساتھ چلو۔ آج وقف کے نام پر امت مسلمہ کی باری ہے۔ اس کے بعد جینوں، عیسائیوں اور دیگر برادریوں کی باری آئے گی، لہٰذا آواز اٹھانا سیکھیں۔ نگینہ سے لوک سبھا ایم پی نے کہا کہ آنے والے 10 سالوں میں بہوجن سماج کے پاس نوکریاں نہیں ہوں گی۔ انصاف مانگنے جائیں گے تو جوتے ماریں گے۔ بی جے پی حکومت پر حملہ کرتے ہوئے چندر شیکھر نے کہا کہ پچھلے 10 سالوں میں حکومت نے اسکولوں میں رامائن اور ویدوں پر ورکشاپس شروع کی ہیں۔ سکولوں میں مذہبی پروپیگنڈہ کتنا مناسب ہے؟ چندر شیکھر نے تنظیم کے عہدیداروں سے کہا کہ سال 2027 کے انتخابات کے لیے تنظیم کو مضبوط بنانے کے لیے سب کو اپنی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ آنا چاہیے، اگر تنظیم مضبوط نہیں ہوگی تو ہمارا وجود ختم ہوجائے گا۔ حکومت کو بدلنے کے لیے آپ کو بندوق یا تلوار اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے، آپ کو صرف ووٹ دینے کی ضرورت ہے۔ آکاش آنند کی واپسی پر چندر شیکھر نے کہا کہ عوام نے انہیں مسترد کردیا ہے۔ انہیں مجبوری میں اندر اور باہر لے جایا جارہا ہے۔ چندر شیکھر نے کہا کہ بابا صاحب کہا کرتے تھے کہ مردہ مشن نہیں چلاتے اور زندہ مشن نہیں چھوڑتے۔ کانشی رام کے پیغام اور مشن کو آگے بڑھانے کا کام آزاد سماج پارٹی کررہی ہے۔ ہمارا خواب کوئی عہدہ حاصل کرنا نہیں بلکہ معاشرے کو باشعور کرکے اسے آگے لے جانا ہے۔

عورت سمیت دو کی پھانسی لگا کر خودکشی

لکھنؤ (ایجنسی) بازار کھالا علاقہ میں ہفتہ کو شوہر سے تنازعہ کے بعد عورت نے پھانسی لگا لیا۔ پانچ برس قبل اس نے لو میرج کیا تھا۔ وہیں بخشی کا تالاب میں نوجوان نے پھانسی لگا کر خودکشی کرلیا۔ کنبہ کے لوگ نیمشرن دھام درشن کرکے گھر لوٹے تو لاش پھندے سے لٹکی ہوئی ہوئی۔ پولیس نے لاش کو پوسٹ مارٹم کیلئے بھیج دیا ہے۔ ٹھاکر گنج کے کمل کشیپ کے مطابق بہن رادھا کشیپ عرف مینو 34 نے برس 2020 میں بازار کھالا بھدیواں کے آرین سکسینہ کے ساتھ لو میرج کیا تھا۔ آرین کوئیلہ کی دکان چلاتا ہے اور نشہ کا عادی ہے۔ ہفتہ کی شب 12 بجے آرین سکسینہ نے فون کرکے بتایا کہ رادھا نے پھانسی لگالیا ہے۔ وہ اس کے گھر پہنچے تو رادھا مردہ حالت میں بستر پر پڑی تھی۔ اسے علاج کیلئے ٹراما سینٹر لے گئے جہاں ڈاکٹروں نے اسے مردہ قرار دے دیا۔ انسپکٹر کا کہنا ہے کہ شوہر سے تنازعہ کے بعد پھانسی لگانے کی بات سامنے آرہی ہے۔ وہیں بخشی کا تالاب کا رام پور دیورئی کے رام یادو 40 نشہ کا عادی تھا۔ اس کا نشہ مکتی کا علاج چل رہا تھا۔

ضرورت مندوں کے کام آنا اعلیٰ درجے کی عبادت

عیدگاہ لکھنؤ میں اسلامک سنٹر آف انڈیا کے زیر اہتمام مفت طبی کیمپ کا انعقاد

لکھنؤ (پریس ریلیز): انسانیت کی بنیاد خدمت خلق کے جذبات پر استوار ہوتی ہے۔ مخلوق خدا کی خدمت ایک بہترین عمل ہے جو ہر انسان کو انفرادی اور اجتماعی طور پر معاشرے کے لیے انجام دینا چاہیے۔ یہ عمل نہ صرف انسانیت کی تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کا سبب بلکہ اس نیک عمل سے فرد کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار امام عیدگاہ لکھنؤ مولانا خالد رشید فرنگی محلی چیرمین اسلامک سنٹر آف انڈیا نے کیا۔ وہ آج اسلامک سنٹر آف انڈیا، میکس ہاسپٹل اور کائنڈ ہاسپٹل کے اشتراک سے دارالعلوم فرنگی محل عیدگاہ لکھنؤ میں منعقد ماہانہ مفت طبی کیمپ سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت مندوں اور غریبوں کی امداد وتعاون کرنا اسلام کی درخشاں تعلیمات وہدایات پر عمل کرنا ہے۔ خدمت خلق جیسے نیک کام کے نمونے ہم کو خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمینؐ کی سیرت مبارک اور صحابہ کرامؓ کے حالات میں بہ کثرت ملتے ہیں۔

مولانا نے کہا کہ اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام اس مفت طبی کیمپ کا آغاز مولانا ابوالطیب احمد میاں فرنگی محلی کی سرپرستی میں ۲۰۰۰ء میں ہوا تھا۔ الحمدللہ آج ۱۸۹واں کیمپ تھا۔ یہ ہر ماہ کے پہلے اتوار کو لگتا ہے۔ اس کیمپ سے بلاتفریق مذہب وملت ہزاروں افراد مستفید ہوچکے ہیں۔ یہاں مفت میں چشمے تقسیم کیے جاتے ہیں۔ بلڈ پریشر، شوگر، تھائی رائیڈ، امراض نسواں وغیرہ کی جانچ اور مفت دوائیں دی جاتی ہیں۔

اس کیمپ میں کائنڈ ہاسپٹل کے ڈائرکٹر ڈاکٹر شارق حبیب، بیگ آئی سنٹر کی پوری ٹیم، اویس احمد، عنبر ٹرسٹ کے زبیر احمد قدوائی نے اپنی خدمات انجام دیں۔ مہمانوں کا استقبال مولانا غفران احمد شمسی نے کیا اور شکریہ مولانا عبداللطیف نے ادا کیا۔ اس موقع پر مولانا نعیم الرحمٰن صدیقی، مولانا محمد سفیان نظامی، شیخ راشد علی مینائی، محمد فاروق خاں، منیب علوی، قاری محمد ہارون، مولانا محمد شمیم، مولانا عبدالمغیث، عدنان شاہد خان، فیض خالد، ابوذر راعینی موجود تھے۔

کرونا کی دو نئے مریضوں میں تصدیق، نجی مرکز پر کرائی جانچ

لکھنؤ (ایجنسی) راجدھانی میں کرونا کے مریضوں کی تعداد بڑھنے لگی ہے۔ ابھی تک چار مریضوں میں کرونا کی تصدیق ہوچکی ہے۔ محکمہ صحت نے اتوار کو دو نئے مریضوں میں کرونا کی تصدیق کی ہے۔ اس میں ایک مریض وشال کھنڈ گومتی نگر کے رہنے والا 20 سالہ نوجوان ہے اور دوسری مریضہ ڈالی گنج کی رہنے والی 78 سالہ خاتون ہے۔ ان کی کوویڈ کی جانچ پازیٹیو نکلی ہے۔ ان مریضوں نے نجی مراکز پر جانچ کرائی ہے۔ راجدھانی میں چار میں سے تین مریضوں کی جانچ نجی مرکز پر ہونے کی تصدیق خود سی ایم او دفتر سے کی گئی ہے۔ نجی مرکز کرونا کے معاملات کی صحیح وقت سے سی ایم او دفتر کو رپورٹ بھی نہیں کررہے ہیں۔ اس کی وجہ سے سی ایم او اور ان کے ماتحت افسران کرونا معاملہ کی صحیح جانکاری نہیں مل رہی ہے۔ محکمہ صحت اب نجی مرکز پر سختی کرے گی۔ ابھی تک چار معاملے کرونا کے سامنے آچکے ہیں ان میں اترا کھنڈ سے لوٹے ایک بزرگ نیرج (60) کی جانچ پی جی آئی میں ہوئی تھی۔ پی جی آئی کے ڈاکٹروں نے مریض میں کرونا کے نئے ویریئنٹ جے این 1 کی تصدیق کی تھی۔ وہیں آشیانہ روچی کھنڈ کی خاتون (53) کو نجی مرکز میں کرونا کی تصدیق ہوئی ہے۔ ان دونوں مریض کی ٹریول ہسٹری ملی تھی۔ دونوں ہی الگ الگ تاریخ میں اترا کھنڈ کے سفر سے لوٹے تھے۔ اس کے علاوہ ڈالی گنج کے لاہور گنج کی ضعیفہ (68) اور گومتی نگر وشواس کھنڈ کے نوجوان (20) میں بھی کرونا کی تصدیق ہوئی۔ دونوں ہی مریض کو علامت کی بنیاد پر گھر والوں نے نجی مرکز پر جانچ کرائی۔ دونوں میں کورونا کی تصدیق ہوئی۔ چیف میڈیکل افسر ڈاکٹر این بی سنگھ نے بتایا کہ کورونا کے مریضوں کی جانکاری نجی مراکز پر سی ایم او دفتر میں فوراً دینی ہے۔ ان میں کوئی لاپرواہی نہیں کرنی ہوگی۔ دونوں مریضوں کی نگرانی میں محکمہ صحت کی ٹیم لگی ہوئی ہے۔ مریضوں کی حالت میں بہتری ہے۔

لینگوتج یونیورسٹی NAAC کے لیے مکمل طور پر تیار

لکھنؤ (ایجنسی): خواجہ معین الدین لینگوتج یونیورسٹی نے قومی تعلیمی معیار و تشخیص کونسل (NAAC) کی آئندہ متوقع جائزے کے پیش نظر تمام تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ انتظامیہ کی جانب سے تدریسی، تحقیقی، انتظامی اور بنیادی ڈھانچے کے تمام پہلوو?ں کو مدنظر رکھتے ہوئے مربوط اور منظم حکمت عملی اپنائی گئی ہے تاکہ نیک ٹیم کے سامنے یونیورسٹی کا بہتر اور جامع خاکہ پیش کیا جاسکے۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر اجے تنیجا کی قیادت میں یونیورسٹی نے نہ صرف اپنے تدریسی و تحقیقی معیارات کو مزید مستحکم کیا ہے بلکہ طلبہ کی فلاح و بہبود، تدریسی عملے کی تربیت، لائبریری، لیبارٹریز، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور انتظامی ڈھانچے کو بھی عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کیا ہے۔ پروفیسر اجے تنیجا کے مطابق نیک سے متعلق تمام ضروری دستاویزات، ادارہ جاتی رپورٹس، آڈیو اور ویژوئل مواد، اور معاون معلومات نیک کے آن لائن پورٹل پر بروقت جمع کرادی گئی ہیں۔ نیک کی جانچ ٹیم 2 جون کو یونیورسٹی پہنچے گی اور اپنے دو روزہ قیام کے دوران وہ یونیورسٹی کے تمام اہم شعبہ جات، پالیسیوں، پروگراموں، اور زمینی حقائق کا گہرائی سے مشاہدہ کرے گی۔ جامع تیاری اور ٹیم ورک کے حوالے سے پروفیسر اجے تنیجا نے اس بات پر زور دیا کہ نیک کی جانچ محض ایک رسمی عمل نہیں، بلکہ یہ ادارے کے مستقبل، اس کی شناخت اور معیار کے تعین کا ایک سنگ میل ہے اسی لیے یونیورسٹی انتظامیہ نے مختلف نوعیت کی ٹیمیں تشکیل دی ہیں جن میں ہر شعبے کے ماہرین شامل ہیں اور ان ٹیموں کو واضح اہداف اور ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں تاکہ جانچ کے دوران یونیورسٹی کی کارکردگی کو منظم انداز میں پیش کیا جاسکے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ نیک جانچ کے لیے تیاریاں صرف عمارتوں کی صفائی یا کاغذی کارروائی تک محدود نہیں، بلکہ اس میں تدریس کا معیار، طلبہ کی شمولیت، معاشرتی رابطے، انٹرن شپ، روزگار کے مواقع، اختراعی منصوبے، تحقیقی مقالہ جات، اور اساتذہ کی ترقیاتی سرگرمیاں بھی شامل ہیں۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے اس موقع پر یونیورسٹی کے تمام اساتذہ، افسران، غیر تدریسی عملے اور طلبہ سے اپیل کی کہ وہ نیک جانچ کے دوران ٹیم کے ساتھ مکمل تعاون کریں اور اپنے شعبے کی نمایاں کامیابیاں اور سرگرمیاں اعتماد کے ساتھ پیش کریں۔ کیونکہ نیک جانچ نہ صرف یونیورسٹی کے موجودہ معیار کو تسلیم کرنے کا عمل ہے، بلکہ یہ مستقبل کی پالیسیوں اور فنڈنگ کے دروازے کھولنے میں بھی اہم کردار ادا کرے گی۔ وائس چانسلر پروفیسر اجے تنیجا نے اس یقین کا اظہار کیا کہ لینگوتج یونیورسٹی اپنی تعلیمی و تحقیقی سرگرمیوں، سماجی ذمہ داریوں اور تدریسی نظم و نسق کی بنیاد پر نیک کی درجہ بندی میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ نیک کی اعلیٰ درجہ بندی نہ صرف یونیورسٹی کی ساکھ میں اضافہ کرے گی بلکہ طلبہ کے لیے اعلیٰ تعلیمی اور پیشہ ورانہ مواقع میں بھی وسعت پیدا کرے گی۔ نیک درجہ بندی تعلیمی اداروں کی قدر و قیمت، اعتماد، فنڈنگ، قومی و عالمی رینکنگز، بین الاقوامی شراکت داری، اور ریسرچ گرانٹس کے حصول میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ لینگوتج یونیورسٹی نے ہر سطح پر معیار کو ترجیح دی ہے اور ہر شعبے کو نیک کے مقرر کردہ معیارات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یونیورسٹی انتظامیہ کو یقین ہے کہ یہ جانچ نہ صرف موجودہ نظام کو مزید مو?ثر بنانے میں مددگار ثابت ہوگی، بلکہ ادارے کو علمی میدان میں قومی و عالمی سطح پر نئی بلندیاں عطا کرے گی۔

15 سے 21 جون تک یوپی میں منایا جائے گا یوگا ہفتہ، 4000 سے زائد مقامات پر منعقد ہوں گے پروگرام

لکھنؤ (ایجنسی): یوگی حکومت یوگا کے ذریعے لوگوں میں صحت اور مضبوط طرز زندگی کو فروغ دینے کے لیے سرگرم قدم اٹھا رہی ہے۔ اس کے تحت بین الاقوامی یوگا دن کے موقع پر ریاست بھر میں 15 جون سے 21 جون تک یوگا ہفتہ منایا جائے گا۔ اس عرصے کے دوران ضلع، تحصیل، بلاک اور گرام پنچایت کی سطحوں پر بڑے پیمانے پر یوگا پروگرام، سیمینار، ورکشاپس، سمپوزیا، تقریری مقابلے، رنگولی مقابلے، مضمون نویسی اور نعرہ بازی کے مقابلوں سمیت کئی مقابلے منعقد کیے جائیں گے۔

پرنسپل سکریٹری آیوش رنجن کمار نے کہا کہ وزیراعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی ہدایات پر یوگا کو فروغ دینے کے لیے 5000 تربیت یافتہ یوگا ٹرینرز تیار کیے گئے ہیں، جو ریاست کے مختلف حصوں میں یوگا پریکٹس کریں گے۔ آیوش کالجوں کے یوگا انسٹرکٹرز اور پرنسپلوں اور منیجروں کے ذریعہ مختلف کمیٹیاں تشکیل دے کر یوگا ہفتہ کے لئے وسیع پیمانے پر تیاریاں کی گئی ہیں۔ ان کمیٹیوں کے ذریعے میڈیکل ایجوکیشن کالج، پروفیشنل ایجوکیشن کالج اور دیگر کالجوں میں طلباء کے درمیان یوگا سے متعلق پروگرام منعقد کیے جائیں گے۔

بین الاقوامی یوم یوگا کی مرکزی تقریب میں ملک میں 1,00,000 مقامات پر بڑے پیمانے پر یوگا پریکٹس کا اہتمام کیا جائے گا، جس میں 21 جون کو ریاست کے 4,075 مقامات پر کامن یوگا پروٹوکول کے مطابق بڑے پیمانے پر یوگا پریکٹس کے پروگرام منعقد کیے جائیں گے۔ اس موقع پر ریاست بھر میں ایک ساتھ بڑے پیمانے پر یوگا کی مشقیں کی جائیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی یوگا دن کے 10 سال مکمل ہونے کی یاد میں ملک کے ہر ضلع کا احاطہ کرتے ہوئے خصوصی یوگا سنگم پروگرام منعقد کرنے کا منصوبہ ہے۔

سی ایم یوگی کی خواہش کے مطابق ریاست میں یوگا کو فروغ دینے کے لیے بلدیاتی اداروں کے ذریعے ملک بھر میں 1000 یوگا پارکس قائم کیے جائیں گے۔ ڈویژنل ہیڈکوارٹر والے اضلاع میں 3 اور دیگر اضلاع میں 2 یوگا پارکس کی نشاندہی کی گئی ہے، جنہیں محکمہ شہری ترقی کے ساتھ مل کر تیار کیا جائے گا۔ ان یوگا پارکس میں میونسپلٹی اور پنچایتوں کا تعاون لیا جائے گا تاکہ علاقے کے زیادہ سے زیادہ لوگ یوگا کرسکیں۔ یوگا کے اصولوں کو ماحولیاتی تحفظ سے جوڑ کر ایک نئی پہل بھی شروع کی گئی ہے۔ اس میں قدرتی مقامات پر یوگا مشق کے ساتھ ساتھ درخت لگانے اور صفائی مہم کو بھی شامل کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت امرت کے ذخائر کے کنارے یوگا سیشن کا انعقاد کیا جائے گا اور درخت لگانے کا پروگرام بھی منعقد کیا جائے گا۔ یوگا سیشن کے ساتھ ساتھ ریاست کی بڑی ندیوں، جھیلوں اور پارکوں میں صفائی کے پروگرام بھی چلائے جائیں گے۔

وزیراعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے محکمہ آیوش کی ایک حالیہ میٹنگ میں کہا کہ یوگا صرف ایک ورزش نہیں ہے بلکہ یہ زندگی کا ایک طریقہ ہے جو جسمانی، ذہنی اور روحانی صحت کو بڑھاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یوگا کے ذریعے ہم اپنے طرز زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں، بیماریوں سے لڑنے کی صلاحیت میں اضافہ کرسکتے ہیں اور معاشرے میں ہم آہنگی اور امن قائم کرسکتے ہیں۔ ایسے میں یوگی حکومت نے ریاست کے ہر ضلع میں یوگا کی پہنچ کو یقینی بنانے کے لیے وسیع پیمانے پر تیاریاں کی ہیں اور اس کے لیے تربیت یافتہ یوگا انسٹرکٹرز کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔ یوگا ویک کے آخری دن 21 جون کو انعامات کی تقسیم اور سرٹیفکیٹ تقسیم کرنے کی تقریب بھی منعقد کی جائے گی۔ اس کے علاوہ یکم جون سے آیوش ڈاکٹروں اور یوگا ماہرین کی جانب سے ٹی وی اور دوردرشن پر بیداری پروگرام بھی نشر کیے جائیں گے، جس میں صحت کے مختلف مسائل کی علامات اور ان کے انتظام کے بارے میں بیداری پیدا کی جائے گی۔ اس کے علاوہ، لوگوں کو حکومت ہند کے mygov پورٹل پر روزانہ انفرادی اور گروپ یوگا مشق کی تصاویر اپ لوڈ کرنے کی ترغیب دی جائے گی۔

حضرت یوسف لودھی شاہ رحمتہ اللہ علیہ عرف روضہ شاہ بابا کا 37واں سالانہ عرس عقیدت واحترام کے ساتھ منایا گیا

مشاہد نگر، گونڈہ (شرف الدین خان حشمتی) مسکنوا گورا چوکی روڈ پر واقع ہتھیا گڑھ بازار میں ہر سال کی طرح امسال بھی گزشتہ شب حضرت یوسف لودھی شاہ رحمتہ اللہ علیہ عرف روضہ شاہ بابا 37واں سالانہ عرس بڑے ہی عقیدت واحترام کے ساتھ منعقد کیا گیا، پروگرام کا آغاز تلاوت کلام ربانی سے مولانا عارف رضا حشمتی نے کی، نظامت کے فرائض مشترکہ طور پر ماہر شعر وسخن مولانا غلام غوث ساقی تنویری گونڈوی اور مولانا عارف رضا حشمتی خطیب وامام رضا جامع مسجد ہتھیا گڑھ بازار نے انجام دی، جبکہ پروگرام کی سرپرستی سید میر محمد رضوان احمد واحدی آستانہ عالیہ واحدیہ بلگرام شریف نے کی، صدارت مولانا محمد ابراہیم رضا سعدی عربک لیکچرار کیرالا، جبکہ قیادت مولانا تسلیم رضا حشمتی خطیب وامام حشمتی مسجد پٹھان ٹولہ نے کی۔

مہمان مقرر کے طور پر لکھنؤ سے تشریف لائے مولانا کمال الدین نے عوام سے خطاب کرتیہوئے کہا کہ تبلیغ دین کے خاطر اسلاف کے ایثار وقربانی کو بیان کیا اور نوجوانوں کو حسن اخلاق کے سانچے میں ڈھلنے کا درس دیا انہوں نے کہا کہ اللہ والوں کے دامن سے اگر وابستہ رہوگیتو تمہاری دنیا بھی سنور جائیگی اور اخرت بھی، مقرر خصوصی علامہ سیّد شباہت حسین چندوسی مرادآبادی نے اصلاح معاشرہ پر زبردست رقت انگیز خطاب فرمایا اور اپنے بیان میں آپسی بھائی چارہ اخوت ومحبت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی، مزید نوجوانوں سے چہرے پر سنت رسول سجانے کا وعدہ بھی لیا اور مسلم معاشرے کی بچیاں جو ارتداد کا شکار ہورہی ہیں اس کی اصل وجہ دینی تعلیم سے دوری و بیزاری اور مہنگی شادی کو بتاتے ہوئے تمامی سامعین سے شادیوں کو آسان کرنے اور دینی تعلیم پر زور دینے کا اعلان کیا، انہوں نے کہا کہ جس طرح ہمارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور صحابہ کرام نے کی ہمیں انہیں کے نقش قدم پر عمل کرنے چاہیے لیکن موجودہ صورتحال یہ ہے کہ جن کے پاس بیٹے ہیں وہ اپنے آپ کو بہت مالدار سمجھتا ہے' لیکن اسکا یہ عمل مذہب اسلام سے کوسوں دور ہے انکے علاوہ مولانا غلام احمد ربانی برکاتی نے بھی خطاب کیا، مشہور نعت خواں سمیر رضا الہ آبادی نے اپنے خوبصورت لب ولہجہ میں نعت رسول مقبول پیش کیا، انکے علاوہ مولانا ساجد رضا حشمتی نے کلام پیش کیا، انکے علاوہ کثیر تعداد میں علاقائی علماء کرام ائمہ مساجد خطباء شعراء ونعت خوانوں نے شرکت فرماتے ہوئے اپنے اپنے انداز میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

محفل کا اختتام درود وسلام اور حضور سید میر رضوان میاں صاحب قبلہ کے خصوصی دعاؤں پر ہوا۔ جبکہ صدر جلسہ مولانا ابراہیم رضا سعدی نے آئے ہوئے جملہ علمائے کرام اور عوام اہل سنت کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر خلیفہ حضور معصوم الحاج قاری شرف الدین خان حشمتی، قاری شہزاد رضا حشمتی، مولانا علی احمد حشمتی سعدی، قاری اختر رضا مشاہدی ناگپور، مولانا عبدالمبین قادری، مولانا نظام الدین جامعی، حافظ نظام الدین مشاہدی، حافظ بخشش نوری، حافظ سرفراز احمد حشمتی، حافظ اسلم رضا حشمتی حافظ ابوالحسن، قاری نسیم احمد، مولانا واجد رضا، مفتی غلام احمد رضا، سمیت کثیر تعداد میں علمائے کرام موجود رہے انکے علاوہ پروگرام کے کنوینر ماسٹر شمس اللہ، پردھان جمال احمد، محمد انیس، خان، سلمان باغبان، رحمت صدیقی، قطب اللہ، منیم، عبد الرحمٰن باغبان، پردھان عرفان احمد، اصغر بابا، صحافی وحید اللہ چودھری، صحافی نظیر محمد، وغیرہ خاص طور سے موجود تھے تھانہ چھپیا اور چوکی ہتھیا گڑھ کے انچارج پروگرام میں کسی طرح کی کوئی بات نہ اسکی نگرانی کے لئے اپنی پوری ٹیم کے ساتھ موجود تھے۔

یوپی میں ڈی جی رینک کے تین افسران کا تبادلہ

لکھنؤ (ایجنسی): اتر پردیش پولیس کے سربراہ پرشانت کمار کی ریٹائرمنٹ کے بعد محکمہ پولیس کو اپنا نیا ڈی جی پی مل گیا ہے۔ سینئر آئی پی ایس راجیو کرشنا کو قائم مقام ڈی جی پی بنایا گیا ہے۔ دوسری طرف پرشانت کمار کی ریٹائرمنٹ کے بعد اے ڈی جی رینک کے دو افسران کو بھی ڈی جی رینک پر ترقی ملی ہے۔ اسی سلسلے میں پیر کو ڈی جی رینک کے تین افسران کو نئی تقرری دی گئی ہے۔ ڈی جی کے عہدے پر ترقی پانے والی نیرا راوت کو ڈی جی ای او ڈبلیو کے ساتھ یوپی 112 کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ تبادلوں کے سلسلے میں، 1991 بیچ کے سینئر آئی پی ایس پی سی مینا کو ان کے موجودہ عہدہ کے ساتھ جیل انتظامیہ اور اصلاحاتی خدمات، اتر پردیش کا ڈائریکٹر جنرل مقرر کیا گیا ہے۔ کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ یہ عہدہ پی وی رامشاستری کی ریٹائرمنٹ کے بعد سے خالی تھا۔ پی سی مینا اس وقت پولیس کے ڈائریکٹر جنرل اور سی ایم ڈی پولیس ہاؤسنگ کارپوریشن، یوپی ہیں۔ وہ لکھنؤ کی ذمہ داری نبھا رہے تھے۔ اسی طرح 1992 بیچ کے سینئر آئی پی ایس آشوتوش پانڈے کو بھی بڑی ذمہ داری دی گئی ہے۔ آئی پی ایس آشوتوش پانڈے کو ڈائرکٹر جنرل آف پولیس، ٹیلی کام، یوپی مقرر کیا گیا ہے۔ بنایا گیا ہے۔ سینئر آئی پی ایس آشوتوش پانڈے کو حال ہی میں ڈی جی کے عہدے پر ترقی دی گئی ہے۔ ترقی کے بعد اب انہیں نئی اور بڑی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ترقی پانے والوں میں 1992 بیچ کی آئی پی ایس افسر نیرا راوت کا نام بھی شامل ہے۔ آئی پی ایس نیرا راوت کو ڈائرکٹر جنرل آف پولیس، UP، EOW مقرر کیا گیا ہے۔ انہیں یوپی 112 کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ آپ کو بتاتے چلیں کہ یوپی پولیس کو نیا سربراہ ملنے کے بعد یہ پہلی ٹرانسفر لسٹ ہے۔ 1991 بیچ کے آئی پی ایس راجیو کرشنا کو ڈی جی پی بنایا گیا ہے۔ 31 مارچ کو ڈی جی پی پرشانت کمار سمیت کئی آئی پی ایس افسران ریٹائر ہوچکے ہیں۔

عباس انصاری کی حمایت میں آئے راج بھر، ہائی کورٹ جانے کا فیصلہ

لکھنؤ (ایجنسی) مختار انصاری کے بیٹے اور ایم ایل اے عباس انصاری کو اشتعال انگیز بیان یعنی نفرت انگیز تقریر کے معاملے میں مجرم پایا گیا ہے۔ عدالت نے اسے دو سال قید کی سزا سنائی۔ اب عباس انصاری کو لے کر سہیل دیو بھارتیہ سماج کے سربراہ اور یوپی کے کابینہ وزیر او پی راج بھر کا بڑا بیان سامنے آیا ہے۔ او پی راج بھر نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کی پارٹی عباس انصاری کا مقدمہ ہائی کورٹ میں لڑے گی۔ او پی راج بھر نے واضح کیا ہے کہ ان کی پارٹی اپنے ایم ایل اے عباس انصاری کے لیے ہائی کورٹ سے رجوع کرے گی۔ دراصل عباس انصاری او پی راج بھر کی پارٹی کے ایم ایل اے ہیں۔ عباس انصاری کی سزا پر او پی راج بھر نے کہا کہ ہم عدالت کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل اور لڑائی کی جائے گی۔ او پی راج بھر نے مزید کہا، وہ پارٹی کے ایم ایل اے ہیں۔ پارٹی الیکشن کیوں نہیں لڑے گی؟ میں ان کے لیے ضرور لڑوں گا۔ او پی راج بھر نے مزید کہا، عباس انصاری ہمارے ایم ایل اے ہیں اور ہمیں اعلیٰ عدالت میں جانے کا حق ہے۔ ان کے وکلاء نے ان کے دفاع میں دلائل پیش کیے لیکن اس پر فیصلہ کرنا جج پر منحصر تھا۔ اس فیصلے کو اب ہائی کورٹ میں چیلنج کیا جائے گا۔ یہ پورا معاملہ 3 مارچ 2022 کا ہے۔ عباس انصاری یوپی اسمبلی انتخابات کے دوران مہم چلا رہے تھے۔